رسالہ

ترقی ذہن و حافظ

دہلی

۱۲۱۶

اس میں ذہن و حافظ کو ترقی دینے کے وہ قاعدے درج کیے گئے ہیں جن پر عمل کرنے سے یورپ اور امریکہ کے باشندے علم و ہنر اور ایجاد و اختراع میں دنیا کے دیگر ملکوں سے سبقت لے گئے ہیں۔ طالب علموں، مدرسوں، وکیلوں، واعظوں، اسپیکروں، لکچراروں، تحصیلِ علم کے شائقوں، ایجاد و انکشاف کے طالبوں اور عام و خاص آدمیوں کو اس کا مطالعہ کرنا واجبات سے ہے

مرتبہ

کارپردازانِ دفتر پنجاب نیشنل ایجنسی، پانی پت

ایس۔ ایم۔ حمید۔ کے اہتمام سے
حالی پریس پانی پت میں طبع ہوا

Facebook | کتب خانہ طیب

دیباچہ

کون شخص ہے جسکو دنیا میں رہکر اور دنیا کے کاروبار میں مشغول ہوکر ذہانت اور حافظہ کی ضرورت نہ ہو۔ جو شخص ذہین ہوتا ہے۔ وہ ایسی ایسی نئی باتیں اور نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے جنکو سنکر اور دیکھکر دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ آئے دن یورپ اور امریکہ کی ترقیوں کی جو خبریں سنی جاتی ہیں۔ وہ انھیں ذہین آدمیوں کی بدولت ہیں جو ان ملکوں میں بستے ہیں اور جو رات دن اسی دھن میں رہتے ہیں کہ ہر علم کو ترقی دیکر آگے بڑھائیں۔ ہر فن میں نئی نئی باتیں ایجاد کریں۔ اور ایسی ایسی چیزیں اختراع کریں جنکی مدد سے لوگوں کی زندگی کی آسایشیں بڑھ جائیں اور اور ہر کام میں ان کا وقت کم صرف ہو اور کام زیادہ ہو۔ حافظہ والوں کا وجود بھی اس دنیا میں کچھ کم مفید نہیں ہے۔ وہ اپنے دماغ میں ہر قسم کی معلومات جمع رکھتے ہیں اور ضرورت کے وقت ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ دنیا میں جسقدر نئی نئی معلومات پیدا ہوتی رہتی ہیں اور جسقدر نئے نئے خیالات وجود میں آتے رہتے ہیں اگر حافظہ کی مدد نہ ہو تو ان معلومات اور خیالات کو کوئی شخص دماغ میں محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اور موقع موقع پر ان سے کام نہیں لے سکتا۔ وہ تمام باتیں جنکو نہایت محنت اور جانکاہی کے ساتھ لوگوں نے معلوم کیا ہے برباد ہو جائیں اور کسی بات سے کوئی شخص فائدہ نہ اٹھا سکے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا میں جتنے بڑے بڑے کام ظہور میں آئے ہیں وہ سب حافظہ والوں کی بدولت ہیں۔ کوئی آدمی بڑا آدمی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکا حافظہ بڑا نہ ہو یعنی بڑا آدمی ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ اس کا حافظہ عمدہ ہو اور جس کام میں وہ مشغول ہو اسکے متعلق ہر قسم کی معلومات اسکے دماغ میں جمع ہوں تاکہ ضرورت کے وقت ان سے بے تکلف کام لے سکے یورپ اور امریکہ میں جہاں ہر قسم

ہماری کارخانہ کی نئی نئی دلچسپ اور مفید کتابیں

گئو رکھشا۔ گائے بیل کی مختلف نسلوں کی پہچان۔ اُن کی پرورش۔ اور حفاظت کے طریقے۔ دودھ۔ دہی۔ ملائی۔ مکھن اور پنیر کے متعلق تمام ضروری باتیں۔ عمدہ بچھڑا۔ یا بچھیا پیدا کرنے کے قاعدے۔ مویشیوں کی بیماریاں اور اُن کے اسباب علامات اور علاج۔ غرضکہ گائے بیل کے متعلق کوئی بات نہیں چھوڑی۔ اِس مضمون کی کوئی کتاب آجتک نہیں چھپی تھی۔ اِس کتاب میں جو قاعدے لکھے ہیں اُن پر عمل کرنے سے لوگ ہزاروں روپیہ کما سکتے ہیں۔ معہ تصاویر و نقشہ جات **قیمت عمر**

علاجِ نسواں ۔ عورتوں کی تمام بیماریوں کی علامات و اسباب اور اُن کا ڈاکٹری اور یونانی علاج۔ ہر بیماری کے مجرّب نسخے۔ ایّامِ حیض و حمل و زچگی کے متعلق تمام ضروری معلومات اور ضروری ہدایات۔ آخر میں فرہنگِ اصطلاحاتِ طبّی و ادویۂ مفردہ و مرکّبہ۔ **قیمت ۸ر**

مضامینِ حالی۔ مولانا حالیؒ کے تمام پاکیزہ اور اعلیٰ مضامین کا مجموعہ۔ ہر مسلمان کے لیے قابلِ مطالعہ **قیمت عہ**

مسدّسِ حالی ۔ معہ ضمیمہ۔ **قیمت ۸ر**

مناجاتِ بیوہ ۔ (از مولانا حالی) **قیمت ۲ر**

شکوۂ ہند ۔ معہ عرضِ حال (از مولانا حالی) **قیمت ۱ر**

یادگارِ غالب ۔ یعنی مرزا غالب مرحوم کی سوانح عمری اور اُنکی تصنیفاتِ نظم و نثر پر ریویو۔ مصنفہ مولانا خواجہ الطاف حسین حالی۔ ضخامت تقریباً ساڑھے چار سو صفحہ۔ کاغذ جرمن پیپر عمدہ چھپائی نفیس لکھائی۔ اسکے اوّل میں مرزا غالب مرحوم کی ایک نہایت پاکیزہ تصویر بھی شامل کی گئی ہے **قیمت صرف عہ ر**

دیوانِ حالی۔ ہندوستان کے ملک الشعرا مولانا خواجہ الطاف حسین حالی کا بےنظیر دیوان جسکے مقدمہ میں شاعری کی ماہیت اور حقیقت پر دلچسپ اور مفصل بحث کی گئی ہے۔ پھر مولانا کے جدید طرز کے اُردو اشعار کا کامل مجموعہ شامل کیا گیا ہے۔ یہ اُردو میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ ضخامت (۴۰۰) صفحے۔ نہایت اعلیٰ چھپائی۔ عمدہ لکھائی۔ نفیس کاغذ۔ **قیمت لعہ**

حیاتِ جاوید۔ سرسید مرحوم بانیٔ مدرسۃ العلوم علی گڈھ کی سوانح عمری اور اُن کی سرکاری۔ ملکی۔ قومی اور مذہبی خدمات پر مفصل ریویو۔ مصنفہ مولانا حالی **قیمتِ** طبعِ اول معہ ضمیمہ جات و انڈکس وغیرہ **صہر** قیمتِ طبعِ ثانی بلا انڈکس و ضمیمہ جات **سے ر**

بہشتِ شدّاد۔ یہ ناول ایک ترک ناول نویس کے قلم سے نکلا ہے۔ باغِ ارم کا حیرت انگیز قصہ ایک عیسائی نازنین کا مسلمان ہو کر ایک نوجوان مسلمان سے نکاح کرنا۔ **قیمت ۸ر**

Facebook | کتب خانہ طیب

ترقی ذہن و حافظہ

۱

ذہن اور اُس کی قوتیں

ذہن کیا چیز ہے؟ اس کا جواب حکیم ارسطو نے اس طرح دیا ہے کہ ذہن وہ چیز ہے جو معلوم کرتی ہے۔ اثر قبول کرتی ہے۔ خواہش کرتی ہے۔ اِس تعریف پر اگرچہ اور حکیموں نے اعتراض کیے ہیں۔ مگر اِس سے اچھی تعریف کوئی نہیں کر سکا کیونکہ جب ذہن میں کسی چیز کا خیال آتا ہے تو تین طرح کی کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اوّل علم۔ دوم اثر۔ سوم تمنّا۔ مثلاً تم نے ایک تصویر کو دیکھا۔ تو سب سے پہلے تمہارے ذہن میں یہ علم پیدا ہوگا کہ یہ تصویر ہے۔ پھر اگر وہ کسی اُستاد کی بنائی ہوئی ہے اور عمدہ ہے تو اُسکے دیکھنے سے تم کو خوشی ہوگی۔ اور اگر وہ تصویر اچھی نہیں ہے۔ بلکہ بدنما ہے تو اُسکے دیکھنے سے تم ناخوش ہوگے۔ یہ خوشی۔ یا ناخوشی کی کیفیت اثر کہلاتی ہے۔ اِسکے بعد مثلاً اگر وہ تصویر خوشنما ہے تو تم کو یہ خواہش ہوگی کہ اسکو برابر دیکھے جاؤ۔ یا اُسکو خرید کر اپنے پاس رکھو۔ اس کیفیت کو جو تمہارے ذہن میں پیدا ہوگی تمنّا کہتے ہیں۔ ارسطو کی تعریف میں ان سب کیفیتوں کا بیان آگیا ہے۔ اِس لیے یہ تعریف ذہن کی حقیقت بتانے کے لیے ہمارے نزدیک کافی ہے۔

علم کے لحاظ سے جو قوتیں خدا نے ذہن کو عطا کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) قوتِ مدرکہ۔ اِس قوت کو قوتِ محصلہ بھی کہتے ہیں۔ اسکے ذریعہ سے ہم اپنے اندر کی اور اپنے سے باہر کی چیزوں کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ اندر کی چیزوں کے علم کو وجدان کہتے ہیں۔ اور باہر کی چیزوں کے علم کو ادراک۔ (۲) قوتِ حافظہ۔ اِس قوت کے وسیلہ سے ہم حاصل کی ہوئی معلومات کو جمع رکھتے ہیں۔ (۳) قوتِ ذاکرہ

کی ترقیاں ظہور میں آتی رہتی ہیں۔ وہاں اس بات کا بھی بڑا چرچا رہتا ہے کہ انسان میں خدا نے جو جسمانی اور روحانی قوتیں پیدا کی ہیں اُن کو ترقی دینے کی تدبیریں سوچی جائیں اور ایسے قاعدے معلوم کیے جائیں جن سے ہر قسم کی قوت جو آدمی کے جسم یا دماغ میں ہے کمال کو پہنچے۔ چنانچہ اُنھوں نے ذہانت اور حافظہ کو ترقی دینے اور اُنکو کمال پر پہنچانے کے قاعدے معلوم کر لیے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں قوتیں انسانی زندگی میں بے حد مفید ہیں اور انسان کی ترقی اور کامیابی کا بڑا مدار انھیں دو قوتوں کے باقاعدہ کام دینے پر ہے اسلیے اگر کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جسمیں ذہن اور حافظہ کی تکمیل کے قاعدے مندرج ہوں تو وہ اہلِ ملک کے لیے نہایت مفید ہوگی۔ اور کیا عجب ہے کہ اُن قاعدوں پر عمل کرنے سے ہمارے ملک کے آدمی بھی یورپ اور امریکہ کے آدمیوں کی طرح ہر ایک علم اور ہنر میں کمال پیدا کریں اور اُنھیں کی طرح شہرت اور ناموری کے بلند مرتبہ پر پہنچ جائیں۔ اِس مضمون پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ مگر چونکہ اہلِ ملک کے لیے ابھی نیا مضمون ہے اسلیے ابھی ایسی ہی چھوٹی چھوٹی کتابوں کی ضرورت ہے جن میں آسان باتیں لکھی گئی ہوں اور کسی بات کو علمی طریقہ سے لکھ کر دقیق اور پیچیدہ نہ کیا گیا ہو۔ اگر اہلِ ملک نے اِس مضمون کے ہر پہلو پر نظر ڈالنی چاہی اور اسکے متعلق ہر ایک بات پر غور کرنے کی ضرورت سمجھی تو وہ دن دور نہیں ہے کہ ہماری زبان میں بھی اس مضمون پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں تیار ہو جائینگی + اب ہم ناظرین کی زیادہ سمع خراشی کرنی نہیں چاہتے۔ اور اس مختصر سی کتاب کو جسمیں ذہن اور حافظہ کو ترقی دینے کے قاعدے لکھے گئے ہیں اور جس کا نام **ترقی ذہن و حافظہ** ہے۔ اُن کی خدمت میں ادب سے پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اہلِ ملک اس رسالہ کو حسنِ قبول کی نظر سے دیکھینگے +

اُس سے علیحدہ کوئی قوت نہیں ہے۔ تاہم ذہن اور حافظہ کے الفاظ الگ الگ بولے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ بعض لوگوں کا ذہن اچھا ہوتا ہے۔ اور بعض کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ اُن کا ذہن بھی تیز ہو۔ اِس صورت میں ہم درحقیقت ذہن کے لفظ سے حافظہ کے سوا اُسکی باقی قوتیں مراد لیتے ہیں۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ جب ذہن اور حافظہ کے لفظ ایک دوسرے کے مقابلہ میں بولے جاتے ہیں تو ذہن سے قوتِ مجوزہ مراد لی جاتی ہے۔ کیونکہ جس شخص میں یہ قوت موجود ہوتی ہے وہ اُن تمام باتوں کو جو اُسکے حافظہ میں جمع ہوتی رہیں غور سے دیکھتا ہے کہ اُن میں کیا تعلق ہے۔ اور اُن کے درمیان کہاں کہاں اختلاف اور کہاں کہاں مشابہت ہے۔ پھر اُن کو قاعدہ کے ساتھ ترتیب دیتا ہے اور اُن سے نئے نئے نتیجے نکالتا اور نئی نئی باتیں معلوم کرتا ہے۔ اِسکے برخلاف جس شخص میں قوت مجوزہ نہیں ہوتی۔ اور حافظہ کی قوت ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ دیکھتا۔ یا سنتا۔ یا۔ سونگھتا۔ یا چکھتا۔ یا چھوتا۔ یا خیال کرتا ہے۔ اسکو اپنے دماغ میں محفوظ رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اُس میں قوتِ مجوزہ نہیں ہے اس لیے اُن تمام باتوں کو بے ترتیب یاد رکھتا ہے۔ اور اُن سے کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ نہ کوئی نئی بات معلوم کر سکتا ہے۔

ناظرین اب آپ خوب سمجھ گئے ہونگے کہ ہم ذہن کی ترقی سے کیا مراد لیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ذہن کو ترقی دینے سے خاص اُس قوت کو ترقی دینا مراد ہے جو قوتِ مجوزہ کہلاتی ہے۔ اور اسی قوت کو ترقی دینے اور اسکو کمال پر پہنچانے کے قاعدے ہم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

ذہن کی دو کیفیتیں اثر اور تمنا جن کا بیان ہم نے ابھی کیا ہے۔ اُن سے ہم قطع نظر کرینگے اور ذہن کو ترقی دینے کے مضمون میں ہم اُن میں سے کسی کا ذکر نہیں کرینگے۔ ذہن کو ترقی دینے کا مضمون غور سے پڑھنے کے قابل ہے اور اسمیں

اسکو قوتِ مستحضرہ بھی کہتے ہیں۔ اِس قوت کی مدد سے ہم اُن معلومات کو جن کو ہم حافظہ میں جمع کر چکے تھے ضرورت کے وقت ذہن کے سامنے لے آتے ہیں۔ (۴)

قوتِ متخیلہ۔ اسکو قوتِ واہمہ اور خیال اور وہم بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی قوتِ ذاکرہ کی طرح گذشتہ باتوں کو ہمارے ذہن کے سامنے لے آتی ہے۔ مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ قوتِ ذاکرہ جن معلومات کو حافظہ سے لیکر ذہن کے سامنے لانا چاہتی ہے اُنکو قوتِ متخیلہ واضح اور روشن کر دیتی ہے۔ اسکے علاوہ قوتِ متخیلہ کا تعلق اکثر اُن چیزوں سے ہوا کرتا ہے۔ جن کا کوئی وجود نہیں ہے۔ نہ پہلے تھا۔ مثلاً اگر ہم سونے کے پہاڑوں۔ دودھ کی نہروں۔ دس دس سر کے آدمیوں کا خیال ذہن میں لائیں تو یہ کام قوتِ متخیلہ کا ہوگا۔ نہ قوتِ ذاکرہ کا۔ اِن مثالوں پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ہمارے حافظہ میں سونے اور پہاڑ کا تصوّر پہلے سے موجود تھا۔ قوتِ ذاکرہ نے دونوں تصوّرات کو ذہن کے سامنے لانا چاہا۔ قوتِ متخیلہ نے دونوں کو ملا جلا کر ذہن کے سامنے پیش کر دیا۔ اور اس طرح ہمارے ذہن میں یکایک سونے کے پہاڑوں کا خیال پیدا ہو گیا۔ اِسی طرح باقی مثالوں پر غور کرو کہ حافظہ میں کن کن چیزوں کا تصوّر تھا۔ قوتِ ذاکرہ نے اُن چیزوں کو ذہن کے سامنے لانا چاہا۔ قوتِ متخیلہ نے اُن چیزوں کو مرکب کر کے کیسا نیا خیال پیدا کر دیا۔ جس کا نہ پہلے وجود تھا۔ نہ اب ہے۔

(۵) قوتِ مجوّزہ۔ اسکو قوتِ متفکرہ۔ اور تفکّر اور قوتِ مقابلہ بھی کہتے ہیں۔ جو معلومات پہلے سے ہمارے حافظہ میں موجود ہوتی ہیں۔ اُن کو قوتِ ذاکرہ اور قوتِ متخیلہ دونوں ہمارے ذہن کے سامنے لاتی ہیں۔ قوتِ مجوّزہ اُن معلومات کے درمیان جو تعلّق ہے اُسکو معلوم کرتی ہے یعنی وہ دیکھتی ہے کہ اُن میں کن کن باتوں میں مشابہت ہے۔ اور کن کن باتوں میں اختلاف ہے۔ پھر اُسی تعلّق کے موافق اُن معلومات کو یہ قوت ترتیب دیتی ہے۔ ہمارے علم کا مدار اسی قوت پر ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہو گیا کہ حافظہ ذہن کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے

مشاہدہ کسے کہتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ ظہور میں آ رہا ہو تو اسکو غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ تجربہ سے کیا مراد ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ جب مشاہدہ کرنے سے ہمکو کسی واقعہ کی علت ہونے اور کسی واقعہ کے معلول ہونے کا خیال پیدا ہو اور اُن واقعات کو ہم بار بار مختلف حالتوں میں ترتیب دیکر نتیجہ کے منتظر رہیں تو اسکو تجربہ کہتے ہیں۔ تجربہ میں مشاہدہ شامل ہوتا ہے۔ بعض علموں میں فقط مشاہدہ سے کام لیا جاتا ہے اور بعض میں تجربہ سے۔ مثلاً علم ہیئت میں ہم مشاہدہ ہی کر سکتے ہیں۔ تجربہ نہیں کر سکتے کیونکہ آسمان پر جو واقعات ظہور میں آتے ہیں اُن میں سے ہم کسی واقعہ کو تجربہ کی غرض سے ادل بدل نہیں کر سکتے۔ علم کیمیا میں ہم کو پورا اختیار ہے کہ مقدم اور تالی کو جس طرح چاہیں بدل بدل کر دیکھیں اور اُن میں علت اور معلول ہونے کا تعلق تجربہ سے معلوم کریں۔ مشاہدہ سے علم میں اسقدر ترقی نہیں ہوتی جسقدر کہ تجربہ سے ہوتی ہے۔ کیونکہ تجربہ سے پورا اطمینان ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے مشاہدہ سے پورا اطمینان نہیں ہوتا۔ یہی سبب ہے کہ جن علوم میں فقط مشاہدہ سے کام لیا جاتا ہے اُن میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی۔ اور جن علوم میں تجربہ سے کام لیا گیا ہے اُن کی پہلی حالت اور موجودہ حالت میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے لیکن خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک ہم تجربہ اور مشاہدہ پوری احتیاط اور کامل ہوشیاری سے نہ کرینگے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم صحیح صحیح علم حاصل کر سکیں اسلیے ضروری ہے کہ وہ قواعد بتائے جائیں جن پر عمل کرنے سے تجربہ اور مشاہدہ کی صحت پر یقین ہو جاتا ہے۔ اُن میں سے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ ظہور میں آ رہا ہو تو ہمکو احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس وقت ظہور میں آیا۔ اور کتنی دیر تک ظہور میں آتا رہا اور آس پاس کی چیزوں۔ یا واقعات سے اُس واقعہ کا کیا تعلق تھا۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہم کو نہایت غور سے صرف اُن حالات کو

ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اگر لوگ اُن قاعدوں پر عمل کریں جنکو ہم اِس مضمون میں درج کرینگے تو وہ علم کے حاصل کرنے اور نئی نئی باتوں کے نکالنے اور نئی نئی چیزوں کے ایجاد کرنے میں مشّاق ہو جائینگے ۔

٢

تجربہ اور مشاہدہ

قوتِ تجویزہ کو ترقی دینے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہم تجربہ اور مشاہدہ کی عادت ڈالیں ۔ کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ کے بغیر دنیا میں ہم صحیح علم حاصل نہیں کر سکتے ۔ مشہور ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی واقعہ اور کوئی حادثہ ایسا پیش نہیں آتا جسکا کوئی نہ کوئی سبب نہ ہو ۔ ہر واقعہ کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر حادثہ کسی سبب سے پیدا ہوتا ہے ۔ سبب پہلے ہوتا ہے اور اسکے بعد جو واقعہ ظہور میں آتا ہے وہ اُسکا نتیجہ ہوا کرتا ہے ۔ سبب کو مقدم یا علت اور نتیجہ کو تالی یا معلول کہتے ہیں ۔ جب دو واقعے یا حادثے آگے پیچھے ظہور میں آئیں تو خواہ مخواہ ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ان میں کچھ تعلق ہے اور اگر وہ بار بار اسی طرح ظہور میں آئیں تو دل میں یقین ہونے لگتا ہے کہ اُن میں سے ضرور پہلا واقعہ علت اور دوسرا واقعہ اُس علت کا معلول ہے ۔ مثلاً اَن بجھے چونے اور پانی کو ملانے سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور بار بار یہ عمل کیا جائے تو ہمیشہ یہی نتیجہ نکلتا ہے ۔ اِس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ اَن بجھے چونے پر پانی کا ڈالنا علت ہے اور حرارت اس علت کا معلول ہے ۔ دنیا میں جسقدر واقعات اور حالات پیش آتے رہتے ہیں اُن میں اس بات کی جستجو کرنا کہ کونسا واقعہ معلول اور کونسا علت ہے اُن لوگوں کا سب سے بڑا مقصد ہے جو علم کی تلاش میں رہتے ہیں ۔ علت اور معلول کا تحقیق کرنا تجربہ اور مشاہدہ کے بغیر ناممکن ہے

معلول کے متعلق یاد رکھنی چاہییں۔ اور وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ (۱) جب ہم کو یہ یقین ہو جائے کہ دو واقعات میں سے ایک واقعہ علّت ہے۔ اور دوسرا واقعہ اس علّت کا معلول ہے تو اس بات کا بھی یقین کر لینا چاہیے کہ جس جگہ وہ علّت موجود ہوگی۔ وہاں اس کا معلول بھی ضرور موجود ہوگا۔ لیکن اگر عارضی طور پہ کوئی ایسی حالت پیش آجائے جو علّت کے عمل کو بدل ڈالے اور اسکے معلول کو پیدا نہ ہونے دے تو یہ دوسری بات ہے۔ مثلاً اگر کسی جسم کو حرکت دی جائے تو وہ ایک طرف چل پڑیگا۔ اس مثال میں جسم کا ایک طرف کو چل نکلنا معلول ہے اور وہ زور جس سے اس جسم کو حرکت دی گئی اس معلول کی علّت ہے۔ لیکن اگر ایک اور زور اس جسم پہ دوسری سمت سے لگایا جائے تو وہ اس جسم کی رفتار کی سمت کو بدل ڈالیگا۔ اور وہ جسم اپنا رُخ بدلکر دوسری طرف روانہ ہو جائیگا (۲) بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک معلول چند علّتوں کے مل جل کر کام کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ہیضہ کی بیماری ذیل کے اسباب سے پیدا ہوتی ہے۔ گرمی اور خزاں کا موسم ہونا۔ مریض کا کمزور ہونا۔ مرطوب اور پست مقام میں رہنا (۳) اسی طرح ایک معلول علیحدہ علیحدہ کئی علّتوں سے پیدا ہو سکتا ہے۔ مثلاً حرارت سورج کی روشنی سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور رگڑ سے بھی اور کیمیائی اتصال سے بھی جیسا کہ اَن بجھے چونے اور پانی کے ملانے سے پیدا ہوتی ہے۔ (۴) جب ایک علّت اور اسکے معلول کے درمیان کئی دیگر اسباب ہوں تو ان تمام اسباب کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے مثلاً رگڑ سے حرارت۔ حرارت سے بجلی۔ بجلی سے روشنی پیدا ہو سکتی ہے۔ اِس مثال میں ہمکو رگڑ اور روشنی ہی پہ اپنا خیال جمانا نہیں چاہیے۔ بلکہ درمیانی اسباب حرارت اور بجلی کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔ (۵) بعض دفعہ ایک علّت سے ایک ہی وقت میں کئی معلول پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کی کمر پہ ضرب شدید لگے اور اس ضرب سے اس کے بدن میں تشنج ہونے لگے۔ نیز کمر میں زخم پیدا ہو جائے

دیکھنا چاہیے جو اُس واقعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ غیر ضروری حالات کی طرف سے بے پرواہ ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اگر ہم ایسا نہ کرینگے تو غیر ضروری حالات کے دیکھنے میں ہمارا وقت ضائع ہو جائیگا۔ اور ضروری حالات کی طرف سے ہماری توجہ منتشر ہو جائیگی۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ہم اُس واقعہ کی مختلف حالتوں کو تجربہ میں لا سکتے ہوں تو ہم کو لازم ہے کہ تجربہ کی غرض سے اُن حالتوں کو بار بار بدل کر دیکھیں اور اسقدر کثرت کے ساتھ دیکھیں کہ ہمکو اُس خیال پر پورا اطمینان ہو جائے جو ہم نے اُس واقعہ کو دیکھکر اپنے دل میں پیدا کیا ہے۔ اگر ہم ان تینوں قاعدوں پر عمل نہ کرینگے تو ہمکو یقین کر لینا چاہیے کہ ہماری قوت مجوزہ گمراہ ہو جائیگی اور جو نتیجہ نکالیگی وہ اکثر غلط ہوگا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جو واقعات آگے پیچھے ظہور میں آتے ہیں اُن میں تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعہ سے علّت اور معلول کی تلاش کرنے کو استقرا کہتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس پر تمام علوم کی بنیاد رکھی گئی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس نے دنیا کی حالت میں بہت بڑا انقلاب پیدا کیا ہے۔ اگر وہ لوگ جو علم کے جویا ہیں استقرا نہ کرتے اور تجربہ اور مشاہدہ سے کام نہ لیتے تو ممکن نہ تھا کہ ہماری معلومات ایک انچ بھی آگے بڑھ سکتیں۔ یا ہم قدرت کے قاعدے جو اس دنیا میں حکمرانی کر رہے ہیں معلوم کر سکتے۔ یا کوئی چیز جس سے ہماری زندگی کی آسایش اور بہبودی میں ترقی ہو ایجاد کر سکتے۔ غرضکہ بغیر استقرا کے ہم دنیا میں ایسے ہی ہوتے جیسے کہ اور جانور بستے ہیں جنھوں نے روز پیدایش سے آج تک کسی طرح کی ترقی نہیں کی اور وہ جس منزل سے چلے تھے آج تک اُسی منزل میں ہیں

(۳)

عِلّت و معلول

اِس سے پہلے کہ ہم استقرا کے قاعدے بیان کریں۔ چند باتیں عِلّت و

مثالوں میں مقدّم پارہ ہے۔ اور تالی آتشک کے مریض کا اچھا ہونا۔ پارہ کو ہم نے مقدّم اس لیے کہا کہ سب دوائیں جو ڈاکٹر نے آتشک کے بیماروں کو استعمال کرائیں پارہ سے مرکب تھیں۔ گرے پوڈر پارہ اور کھریا مٹّی سے مرکب ہے۔ بلو پل۔ پارہ اور گلقند اور ملہٹی سے کیلومل پارہ اور گندھک اور کلورین اور سوڈیم سے۔ رسکپور پارہ اور گندھک اور کلورین اور سوڈیم اور آکسائڈ آف مینگنیز سے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ پارہ علّت ہے۔ اور آتشک کے مریضوں کا تندرست ہوجانا اس علّت کا معلول ہے۔ مگر خوب یاد رکھنا چاہیے کہ طریقۂ توافق سے پورا اطمینان نہیں ہوا کرتا ۔

دوسرا قاعدہ طریقۂ تفارق کہلاتا ہے۔ اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک واقعہ کا ایک جزو جو مقدّم ہے دوسرے واقعہ کے ایک جزو کے ساتھ جو تالی ہے بہت سی مثالوں میں برابر موجود رہتا ہو۔ مگر جن مثالوں میں تالی موجود نہ ہو ان میں مقدّم بھی نہ پایا جاتا ہو تو مقدّم تالی کی علّت ہوگا۔ یا علّت کا کوئی ضروری جزو ہوگا۔ اس قاعدہ میں خیال رکھنا چاہیے کہ اگر مقدّم کی موجودگی میں تالی ہمیشہ پایا جاتا ہو مگر تالی کی موجودگی میں مقدّم ہمیشہ نہ پایا جاتا ہو تو ہم یہ نتیجہ نکالیں گے کہ مقدّم تالی کی ایک علّت ہے۔ اور تالی اس کا معلول ہے۔ تاہم تالی کسی اور علّت کا بھی معلول ہوسکتا ہے یعنی وہ مقدّم کے سوا کسی اور علّت سے بھی پیدا ہوسکتا ہے یہ قاعدہ تجربہ کے وقت زیادہ کارآمد ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس کا نتیجہ یقینی ہوتا ہے۔ نیز اس قاعدہ سے اس وقت کام لیا جاتا ہے جبکہ ہم کسی علّت کا معلول معلوم کرنا چاہیں۔ اس قاعدہ کے استعمال کرنے سے پورا اطمینان ہوجاتا ہے برخلاف پہلے قاعدہ کے جس سے پورا اطمینان نہیں ہوتا۔ جو مثال ہم نے طریقۂ توافق کے بیان میں دی ہے اگر اس میں طریقۂ تفارق کو جاری کرنا چاہیں تو مختلف بیماروں کو جو آتشک میں مبتلا تھے جو دوائیں دی گئیں تھیں ان میں سے پارہ کو علیحدہ کر کے باقی اجزا کو اس مرض میں استعمال کرنا چاہیے مثلاً ایک مریض کو جو آتشک میں مبتلا ہو

اور وہ شخص نامرد ہو جائے تو اس مثال میں ضرب علت ہوگی اور مضروب کے بدن میں تشنج ہونا - کمر میں زخم ہونا - اُس کا نامرد ہو جانا - یہ سب اس علت کے معلول ہونگے -

اب ہم استقرا کے وہ قاعدے بیان کرتے ہیں - جن سے ایسے واقعات میں جو ایک دوسرے کے بعد ظہور میں آئیں علت و معلول کی تلاش کی جاتی ہے اور جن پر علمی ترقی کا دارومدار ہے +

۴

استقرا کے قاعدے

استقرا کے کئی قاعدے ہیں - اُن میں سے ایک قاعدہ طریقۂ توافق کہلاتا ہے - اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک واقعہ کا ایک جزو جو مقدم ہے یعنی پہلے وقوع میں آتا ہے - دوسرے واقعہ کے ایک جزو کے ساتھ جو تالی ہے یعنی بعد میں واقع ہوتا ہے - بہت سی مثالوں میں شریک پایا جائے تو یہ کہا جائیگا کہ مقدم جزو اُس جزو کی جو تالی ہے علت ہے - یا دونوں کسی علت کے معلول ہیں - یا اُن میں کسی طرح کا ربط علتی ہے - مگر یہ ضروری ہے کہ مقدم اور تالی کا ایک ساتھ پایا جانا بہت زیادہ مثالوں میں دیکھا جائے - اس قاعدہ کو زیادہ تر مشاہدہ کے وقت کام میں لاتے ہیں - تجربہ کے وقت اس سے بہت کم کام لیا جاتا ہے - نیز یہ قاعدہ اُس وقت کارآمد ہوتا ہے جبکہ ہم کسی معلول کی علت دریافت کرنی چاہیں - مثلاً ایک ڈاکٹر نے آتشک کے ایک مریض کے لیے اپنے نسخہ میں گرے پوڈر کا استعمال کیا - دوسرے مریض کو جو اسی مرض میں مبتلا تھا - بلوپل کے استعمال کرنے کے ہدایت کی - تیسرے مریض کو جو آتشک زدہ تھا کیلومل کا استعمال کرایا - چوتھے بیمار کے لیے جو اس بیماری میں گرفتار تھا اُس نے اپنے نسخہ میں رسکپور لکھا - نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں بیمار اچھے ہو گئے - ان

ہے [illegible]س قاعدہ میں اگر مثالیں دونوں قسم کی کثرت سے لی جائینگی تو نتیجہ زیادہ تر قابلِ اطمینان ہوگا۔ مثلاً ایک شخص [۱]ایک دفعہ گائے کا گوشت اور بیگن ملا کر کھاتا ہے تو اُسکے مسوڑوں میں درد ہوتا ہے۔ [۲]دوسری دفعہ گائے کا گوشت اور چنے کی دال مِلا کر کھاتا ہے تو اِس حالت میں بھی اُسکے مسوڑے درد کرنے لگتے ہیں۔ [۳]تیسری دفعہ گائے کا گوشت اور آلو کا سالن بنا کر کھاتا ہے تو بھی یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ [۴]چوتھی دفعہ گائے کا کُٹا ہوا گوشت اور پالک کا ساگ ملا کر کھاتا ہے تو اس صورت میں بھی درد ظہور کرتا ہے۔ [۵]پانچویں دفعہ پیاز اور خشخاش پکا کر کھاتا ہے اور اُسکے مسوڑوں میں درد پیدا نہیں ہوتا۔ [۶]چھٹی دفعہ کیوڑی دال یعنی کئی دالیں ملا کر پکاتا اور کھاتا ہے۔ اس حالت میں بھی مسوڑوں میں درد نہیں ہوتا۔ [۷]ساتویں دفعہ گھیا اور چنے کی دال ملا کر کھاتا ہے۔ اِس صورت میں بھی درد نہیں ہوتا۔ [۸]آٹھویں دفعہ میٹھے چاول ملائی ملا کر کھاتا ہے تو اُس وقت بھی درد پیدا نہیں ہوتا۔ طریقۂ توافق مضاعف کے لحاظ سے اِس مثال میں گائے کا گوشت علّت اور مسوڑوں کا درد معلول ہے۔ کیونکہ پہلی چار دفعہ میں گائے کا گوشت ہر دفعہ مقدّم اور مسوڑوں کا درد تالی تھا۔ مگر آخر کی چار مثالوں میں گائے کا گوشت جو مقدّم ہے موجود نہیں ہے اور اسکے ساتھ ہی مسوڑوں کا درد بھی جو تالی ہے پایا نہیں جاتا ۔

چوتھا قاعدہ طریقۂ بقایا کہلاتا ہے۔ اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک واقعہ کئی اجزا سے مرکب ہو جن میں سے ہر ایک جُز مقدّم ہو اور اُس سے ایک اور واقعہ پیدا ہوتا ہو اور وہ بھی کئی اجزا سے ملکر بنا ہو جن میں سے ہر ایک جُز تالی ہو اور مذکورۂ بالا قاعدوں کی مدد سے یہ بات معلوم ہو گئی ہو کہ پہلے واقعہ کا ایک مقدّم جُز دوسرے واقعہ کے ایک تالی جُز کی علّت ہے تو ہم یہ نتیجہ نکال لینگے کہ پہلے واقعہ کے باقی مقدّم اجزا دوسرے واقعہ کے باقی تالی اجزا

کھریا مٹی کھلانی چاہیے۔ دوسرے مریض کو گلقند۔ تیسرے کو گندھک چوتھے کو کلورین اور سوڈیم کا مرکب۔ پانچویں کو ملیٹھی۔ چھٹے کو آکسائڈ آف مینگنیز۔ جب اِن دواؤں سے کسی مریض کو فائدہ نہیں ہوگا تو ہم کو یقین ہو جائیگا کہ وہ دوا پارہ ہی تھی جس سے آتشک کو فائدہ ہوا۔ پھر ہم پارہ کو علیحدہ استعمال کر کے دیکھینگے تو اِس نتیجہ میں ذرا بھی شک نہیں رہیگا۔

طریقۂ توافق کے بیان میں ہم نے لکھا تھا کہ اِس قاعدہ کے استعمال کرنے سے پورا اطمینان نہیں ہوتا۔ نیز یہ بات ظاہر کی تھی کہ تالی کی نسبت یہ شک باقی رہتا ہے کہ مقدم کے سوا شاید وہ کسی اور علت کا معلول ہو۔ اِس شک کے دور کرنے اور نتیجہ پر اطمینان حاصل کرنے کے لیے ایک اور قاعدہ بنایا گیا ہے۔ جسکو طریقۂ توافق مضاعف کہتے ہیں۔ اِس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی واقعہ کا ایک جزو جو مقدم ہے۔ دوسرے واقعہ کے ایک جزو کے ساتھ جو تالی ہے بہت سی مثالوں میں برابر پایا جاتا ہو تو اُن مثالوں کے سوا جو مثبت ہیں۔ ہم کو اُن بہت سی مثالوں پر بھی غور کرنا لازم ہے جو منفی ہیں۔ اگر اُن میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ جہاں مقدم نہیں ہوتا وہاں تالی نہیں پایا جاتا۔ اور جہاں تالی نہیں ہوتا وہاں مقدم نہیں پایا جاتا تو مقدم کو علت اور تالی کو اس کا معلول قرار دینا صحیح اور درست ہوتا ہے۔ اس قاعدہ میں طریقۂ توافق کا استعمال دو دفعہ کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ اُن مثالوں میں جو مثبت ہوتی ہیں۔ دوسری دفعہ اُن مثالوں میں جو منفی ہوتی ہیں۔ مگر خوب یاد رکھنا چاہیے کہ منفی اور مثبت مثالوں میں صرف اِسی بات کا اختلاف نہیں ہونا چاہیے کہ مقدم اور تالی کا وجود مثبت مثالوں میں ہے۔ اور منفی مثالوں میں نہیں ہے۔ بلکہ اور حالتوں میں بھی دونوں قسم کی مثالوں کا مختلف ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر صرف یہی اختلاف ان دونوں قسم کی مثالوں میں پایا گیا کہ پہلی قسم کی مثالوں میں مقدم اور تالی موجود ہیں اور دوسری قسم کی مثالوں میں نہیں ہیں تو اِس طریقہ اور طریقۂ تفارق میں کوئی فرق نہیں

اُن میں کمی یا بیشی کرنے کا ہمکو اختیار ہے۔ اس قاعدہ کا استعمال اُس وقت کیا جاتا ہی جبکہ ہم کو یہ بات معلوم کرنی منظور ہوتی ہے کہ علت اور معلول میں کس قاعدہ کے موافق تبدیلی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ایک صندوق میں سے کچھ ہوا نکال لیں اور اُس میں گھنٹہ بجائیں تو اُسکی آواز ہم کو دھیمی سُنائی دیگی۔ پھر جوں جوں صندوق میں ہوا داخل کرتے جائینگے۔ آواز بلند ہوتی جائیگی۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالینگے کہ آواز کے سُنائی دینے کی علت ہوا ہے۔ کیونکہ ہوا کے کم کرنے سے آواز کم سُنائی دیتی ہے اور ہوا کے زیادہ کرنے سے آواز بھی اونچی سُنائی دیتی ہی۔

علاوہ ان قاعدوں کے چند اور قاعدے بھی ہیں جو علت اور معلول کی تلاش کرنے میں برتے جاتے ہیں۔ مگر اُن پر پورا اطمینان نہیں ہوتا۔ اُن میں سے ایک قاعدہ استقراء اعدادی کہلاتا ہے۔ اس قاعدہ کا مطلب یہ ہی کہ اگر ہم چند مثالوں میں ایک واقعہ کو متقدم اور دوسرے واقعہ کو تالی پائیں یعنی اُن مثالوں میں ایک واقعہ کا ظہور دوسرے واقعہ کے بعد ہوتا ہو اور ایسی کوئی مثال نہ ہو جس میں وہ دونوں واقعے یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے دکھائی نہ دیں تو ہمکو خیال ہوتا ہے کہ اِن دونوں واقعوں میں سے غالباً وہ واقعہ جو متقدم ہے علت ہے اور وہ واقعہ جو تالی ہے معلول ہے۔ اگر مذکورۂ بالا قاعدوں میں سے کسی قاعدہ کی مدد سے اس نتیجہ کا یقینی ہونا معلوم ہو جائے تو یہ استقراء قابل اطمینان ہو جائیگا۔ اور اگر اس نتیجہ کا ثابت ہونا کسی قاعدۂ مذکورۂ بالا سے ظاہر نہ ہو اور نہ اس نتیجہ کا باطل ہونا ثابت ہو تو ہم دو باتوں پر غور کرینگے۔ اوّل یہ کہ ایسی مثبت مثالیں کسقدر ہیں جو ہمارے مشاہدہ میں آئی ہیں۔ اور جن میں دونوں واقعے ایک ساتھ موجود ہیں۔ دوم یہ کہ اگر کوئی منفی مثال بھی موجود ہے جس میں دونوں واقعے ایک ساتھ نہیں پائے جاتے تو اُس مثال کو بھی ہم نے نظر انداز نہیں کیا یعنی مثبت مثالوں کی تعداد ہی سے ہم یہ نتیجہ

کی علت ہونگے۔ اِس قاعدہ کا استعمال اُس وقت کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ با[illegible]وم کرنی ہو کہ ہر ایک علت سے معلول کا کسقدر حصّہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ ایسا ضروری اور مہتم بالشان ہے کہ اسکو استقرا کے اور قاعدوں میں سب سے عمدہ اور اعلیٰ تسلیم کیا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آجکل یورپ اور امریکا میں جو علوم و فنون میں ترقی ہوئی ہے اور جو نئی نئی ایجادیں ظہور میں آئی ہیں وہ سب اِسی قاعدہ پر عمل کرنے کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً ایک شخص تشنّج اور کھانسی اور بخار کے عارضہ میں مُبتلا تھا۔ حکیم نے اُسکے لیے جو نسخہ لکھا اُس میں بالچھڑ اور رُبّ السوس اور ست گلو شامل تھا۔ اُس نسخہ سے مریض کی تمام شکایتیں رفع ہو گئیں۔ اِس مثال میں فرض کرو کہ ست گلو کا بخار کے لیے مفید ہونا پہلے قاعدوں کی مدد سے ثابت ہو چُکا ہے تو بالچھڑ اور رُبّ السوس کا تشنّج اور کھانسی کے لیے مفید ہونا صاف ثابت ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مریض فقط تشنّج اور کھانسی میں مُبتلا ہو اور اُسکو طبیب بالچھڑ اور رُبّ السوس کے استعمال کرنے کی ہدایت کرے اور ان دواؤں سے اُسکی بیماری جاتی رہے اور قواعد مذکورۂ بالا کی مدد سے یہ بات پہلے ثابت ہو چُکی ہو کہ رُبّ السوس کھانسی کے لیے مفید ہے تو اب یہ بات صاف ظاہر ہو جائیگی کہ جس دوا نے تشنّج کو رفع کیا وہ بالچھڑ ہے۔

پانچواں قاعدہ وہ ہے جسکو طریقۂ تبادل لاحق کہا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک واقعہ کی ایک حالت میں جو مقدّم ہے تبدیلی ظہور میں آئے اور اسکے ساتھ دوسرے واقعہ کی ایک حالت میں بھی جو تالی ہی تبدیلی پیدا ہو اور دونوں حالتوں کے سوا اور کسی حالت میں اختلاف نہ ہو تو کہا جائیگا کہ مقدّم واقعہ علّت ہی اور تالی واقعہ اُس علت کا معلول ہی۔ یہ قاعدہ طریقۂ تفارق سے ملتا جُلتا ہی مگر دونوں میں فرق یہ ہی کہ طریقۂ تفارق میں مقدّم۔ یا تالی کو چند مثالوں میں معدوم کر دینا ہمارے اختیار میں ہی۔ برخلاف اسکے اِس قاعدہ میں مقدّم۔ یا تالی کو ہم کسی مثال میں معدوم نہیں کر سکتے۔ البتہ

ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ زمین کی طرح اُس ستارہ میں بھی آبادی ہوگی۔ اور اگر دونوں میں اختلافات زیادہ ہوں اور مشترک باتیں کم ہوں تو ہم یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے۔

۵

استقرا میں ضروری احتیاطیں

استقرا کے جو قاعدے بیان کیے گئے اگر اُن پر نہایت احتیاط اور کامل ہوشیاری سے عمل کیا جائے تو قوتِ مجوزہ کو بے حد ترقی ہوتی ہے۔ اور علم بڑھتا رہتا ہے۔ اور قدرت کے نئے نئے راز منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ان قاعدوں کے استعمال میں بے احتیاطی اور بے پروائی کی جائے تو علم ایک قدم آگے نہیں بڑھتا۔ نہ عقل کو ترقی ہوتی ہے۔ بلکہ جہالت اور توہمات کی تاریکی میں انسان گھر جاتا ہے اور راہ راست سے بھٹک جاتا ہے۔ پس لازم ہے کہ ان قاعدوں کے احتیاط کے ساتھ عمل میں لانے کی خوب مشق کی جائے۔ اس موقع پر ہم یہ بات بیان کرنی مناسب سمجھتے ہیں کہ استقرا کرنے میں عام طور پر کس کس قسم کی غلطیاں لوگوں سے سرزد ہوا کرتی ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ جو لوگ ان قاعدوں پر عمل کرنا چاہیں وہ اس قسم کی غلطیوں سے اپنے تئیں بچاتے رہیں ٭

مشاہدہ کرنے میں ایک بڑی غلطی لوگوں سے یہ سرزد ہوتی ہے کہ وہ اُن مثالوں کو تو خوب غور سے دیکھتے ہیں جن میں مقدم اور تالی ایک ساتھ پائے جاتے ہیں۔ مگر اُن مثالوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں جن میں مقدم اور تالی ایک ساتھ نہیں پائے جاتے۔ مثلاً رمل اور نجوم کی پیشین گوئیوں میں لوگ اُن مثالوں کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ جن میں رمالوں اور نجومیوں کی پیشین گوئی پوری نہیں اُترتی اور اُن مثالوں کو توجہ سے سنتے اور

نہیں نکال سکتے کہ اُن دونوں واقعوں میں سے ایک واقعہ جو مقدم ہے غالباً علت ہے اور دوسرا واقعہ جو اُن مثالوں میں تالی ہے۔ غالباً اُس کا معلول ہے بلکہ اِسکے ساتھ اِس بات کا بھی اطمینان ہوجانا چاہیے کہ یا تو کوئی منفی مثال موجود نہیں ہے۔ یا ہے۔ اور یا اُس سے ہم واقف ہیں۔ طریقۂ توافق اور استقراء اعدادی میں فرق یہ ہے کہ پہلے قاعدہ میں مثالوں کی تعداد پر خیال نہیں کیا جاتا۔ مگر دوسرے قاعدہ میں مثالوں کی تعداد کی کمی اور زیادتی سے نتیجہ کا کم یقینی یا زیادہ یقینی ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ دُنیا کی تمام مچھلیاں پانی میں زندہ رہتی ہیں تو ہمارا یہ کہنا غالباً صحیح ہوگا۔ کیونکہ اگر دُنیا میں کسی جگہ ایسی مچھلیاں ہوتیں جو پانی کے بغیر زندہ رہ سکتیں تو کبھی نہ کبھی اُنکا حال ہمکو ضرور معلوم ہوتا۔ اِس مثال میں چونکہ کوئی منفی صورت موجود نہیں ہے۔ اسلیے نتیجہ غالباً صحیح ہے۔

ایک اور قاعدہ ہے جو استدلالِ تمثیلی کے نام سے مشہور ہے۔ اِس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو چیزوں میں چند خواص مشترک ہوں یعنی جو خواص ایک چیز میں پائے جائیں۔ وہی دوسری چیز میں موجود ہوں پھر ایک چیز میں ایک نئی خاصیت کا وجود معلوم ہو تو کہا جائیگا کہ یہ نئی خاصیت غالباً دوسری چیز میں بھی موجود ہوگی۔ اِس قاعدہ میں مثالوں کی تعداد پر خیال نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ استقراء اعدادی میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ دو چیزیں کسقدر خاصیتوں میں مشترک اور کسقدر خاصیتوں میں مختلف ہیں۔ اگر مشترک خاصیتیں بہ نسبت مختلف خاصیتوں کے زیادہ ہوں تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غالباً نئی خاصیت جو ایک چیز میں پائی گئی ہے دوسری چیز میں بھی ہوگی۔ اور اگر مختلف خاصیتیں بہ نسبت مشترک خاصیتوں کے زیادہ ہوں تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غالباً نئی خاصیت جو ایک چیز میں موجود ہے دوسری چیز میں نہیں پائی جائیگی۔ مثلاً اگر زمین اور کسی ستارہ میں بہت سی باتیں مشترک ہوں اور دونوں میں مختلف باتیں کم پائی جائیں

ہم کہیں کہ مذہب کی طرف سے بے پرواہ ہونا اس بات کا سبب ہے کہ لوگوں نے انگریزی تہذیب اختیار کر لی ہے۔ حالانکہ کہنا یوں چاہیے کہ انگریزی تہذیب کا اختیار کرنا اس بات کا سبب ہوا ہے کہ لوگوں نے مذہب کی طرف سے بے پروائی اختیار کر لی ہے۔

استدلال تمثیلی میں غلطی کرنے کی مثالیں بھی ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ (۱) اکثر پرانے خیال کے آدمی یہ دلیل لایا کرتے ہیں کہ ہماری عقلیں قدیم زمانہ کے بزرگوں کی عقلوں سے نہیں بڑھ سکتیں۔ اس لیے جو خیال کسی مسئلہ کی نسبت اُن کا تھا وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ (۲) نئے خیال کے آدمی یہ دلیل لاتے ہیں کہ چونکہ امریکہ اور یورپ کے لوگوں کا عقلمند ہونا مسلّم ہے۔ اس لیے اُن کا ہر فعل مفیدہ ہے۔ یہ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایسے عقلمند آدمی کوئی ایسا فعل اختیار کریں جو حقیقت میں بُرا ہو۔ (۳) نئے اور پرانے خیال کے آدمی عموماً یہ استدلال کیا کرتے ہیں کہ یہ علمی مسئلہ اسلیے صحیح ہے کہ اِسکو فُلاں مصنّف نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو ایک مستند مصنّف خیال کیا جاتا ہے۔ (۴) رسم و رواج کی تائید میں بھی اسی قسم کی دلیل پیش کی جاتی ہے کہ فُلاں رسم اُس فرقہ میں جاری ہے جو ہماری نسبت زیادہ شایستہ اور مہذّب ہے۔ اس لیے اس رسم میں بُرائی کا ہونا ناممکن ہے۔

ہم نے جہاں تک امکان تھا مختصر طور سے استقرا کے قاعدے بیان کر دیے اور اُن کے استعمال میں جس قسم کی غلطیاں لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں اُن کی مثالیں بھی تحریر کر دیں۔ اب یہ ناظرینِ کتاب کا کام ہے کہ اِن قاعدوں کو غور سے سمجھکر احتیاط کے ساتھ اُن پر عمل کریں۔ تاکہ اُن کی قوتِ تجویزہ ترقی کرے اور اُن کا علم روز بروز بڑھتا جائے۔ اور قدرت کے نئے نئے راز اُن پر کھلتے جائیں اور وہ یورپ اور امریکہ کے باشندوں کی طرح رفتہ رفتہ

دیکھتے ہیں جن میں پیشین گوئی اتفاق سے پوری ہو جاتی ہے۔ یہی حال جادو۔ تعویذ۔ دعا اور بھوت اور آسیب کے وجود کا ہے۔ جن مثالوں میں جادو اور تعویذ اور دعا کا اثر نہیں ہوتا۔ اور جن مثالوں میں بھوت اور آسیب وغیرہ کے ہونے کی تردید ہوتی ہے۔ اُن کو عموماً لوگ بھول جاتے ہیں۔ اور اُن مثالوں کو خوب یاد رکھتے ہیں جن سے اِن چیزوں کا اثر اور وجود ثابت ہوتا ہے۔ اور جو محض اتفاق اور غلط فہمی پر مبنی ہوتی ہیں ٭

ایک غلطی یہ ہے کہ واقعہ کی جو اصلی علّت ہے اُسکو اکثر لوگ نظر انداز کر جاتے ہیں اور جو علّت نہیں ہے اُسکو علّت خیال کرتے ہیں۔ مثلاً کنپھیڑ کی بیماری میں اکثر دھوکے باز لوگ مونھ سے منتر پڑھتے جاتے ہیں اور کنپھیڑ کو خشک چونے سے جھاڑتے جاتے ہیں۔ عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس بیماری کے رفع ہونے کی علّت منتر پڑھنا ہے۔ حالانکہ اسکی اصلی علّت چونے کی مالش ہوتی ہے۔

ایک غلطی یہ ہے کہ جب ایک معلول کئی علّتوں سے پیدا ہوتا ہو تو ایک ہی علّت پر قناعت کریں۔ مثلاً ہیضہ کا سبب ہوا کی سمّیت کو خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ مریض کا کمزور ہونا۔ اُسکے معدہ کا ضعیف ہونا۔ اُس کا پست اور نمناک مقام میں رہنا اور گرمی۔ یا خزاں کا موسم ہونا بھی ضروری اسباب ہیں جو نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔

ایک غلطی یہ ہے کہ اگر ایک علّت سے دو معلول پیدا ہوتے ہیں تو اُن دونوں معلولوں کو آپس میں علّت و معلول خیال کریں اور اُن دونوں کی علّت تلاش نہ کریں۔ مثلاً اگر کوئی شخص سنکھیا زیادہ مقدار میں کھا جائے اور اُس سے پیاس اور بخار کی کیفیت پیدا ہو تو طبیب ظاہری نظر سے دیکھکر یہ خیال کرے کہ پیاس کی علّت بخار ہے۔ حالانکہ بخار اور پیاس دونوں کی علّت سنکھیا ہے۔

ایک غلطی یہ ہے کہ علّت کو معلول اور معلول کو علّت تصور کرلیں۔ مثلاً

عمل نہ کیا جائے تو بجائے اسکے کہ قوتِ مجوّزہ کو ترقی ہو ہر شخص راہِ راست سے بھٹک جاتا ہے اور عقل اور علم میں کسی طرح کا اضافہ نہیں ہونے پاتا۔ وہ قاعدے جن پر مباحثہ کی مجلسوں میں عمل درآمد ہونا چاہیے۔ حسبِ ذیل ہیں۔ اُن کو غور سے دیکھنا چاہیے۔ (۱) ہر شخص کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ مباحثہ اسلیے کیا جاتا ہے کہ سوال زیرِ بحث میں حق اور باطل کی تمیز ہو جائے۔ اِس لیے فیصلہ ہونے سے پہلے جسقدر تعصّبات اور توہّمات تمھارے دل میں ہوں اُن سب کو نکال دو اور سوال زیرِ بحث پر آزادی سے غور کرو (۲) سوال زیرِ بحث کی نسبت جو خیالات تمھارے دل میں ہوں خواہ وہ اُس سوال کی تائید میں ہوں۔ یا مخالفت میں ہوں اُن کو آزادی سے بیان کرو (۳) جو لوگ تمھاری رائے کے برخلاف رائے رکھتے ہوں اُنکے خیالات اور دلائل کو ٹھنڈے دل سے سنو اور اُن پر انصاف اور تحمل سے غور کرو۔ (۴) کسی ممبر کی طرف سے جو تمھاری رائے کے برخلاف رائے رکھتا ہے۔ بغض وعناد۔ یا حسد اور رنجش دل میں نہ رکھو۔ اور یاد رکھو کہ اختلاف اور مخالفت دو جُدا جُدا باتیں ہیں۔ رائے اور خیال کے اختلاف سے مخالفت کے پیدا ہونے کے کوئی معنے نہیں ہیں۔ (۵) تقریر کرنے کے وقت شیخی یا غرور۔ یا بداخلاقی کے الفاظ ہرگز نہ بولو۔ بلکہ تمھارا کلام نہایت نرم اور شیریں اور دلچسپ اور مدلّل ہونا چاہیے۔ (۶) اگر کوئی ممبر تمھاری رائے کی غلطی جتائے تو ہرگز برا نہ مانو۔ بلکہ اُس کا شکریہ ادا کرو (۷) مباحثہ کا یہ مقصد ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ ایک شخص دوسرے کو مغلوب اور ذلیل کرے۔ بلکہ اس کا اصلی مقصد یہی ہونا چاہیے کہ جو بات حق ہے وہ ظاہر ہو جائے اور جو بات غلط ہے اسکی تردید ہو جائے۔ (۸) سوال زیرِ بحث کا جو پہلو تم اختیار کرو اُس پر تقریر کرنے سے پہلے خوب تیار ہو کر جلسہ میں جاؤ یعنی جہاں تک امکان ہے اُسکے متعلق اچھی طرح معلومات اپنے دماغ میں جمع کر لو اور جو دلائل اُسکی تائید میں ہوں اُنکو جانچ تول لو۔ نیز جو باتیں

نئی نئی چیزیں ایجاد کرنے لگیں اور اُن کا شمار بھی مہذب قوموں میں ہوتے لگے ؞

٦

مناظرہ

یورپ اور امریکہ میں اِس غرض سے کہ عقل اور علم کو ترقی دینے کا شوق بڑھے مباحثہ کے لیے مجلسیں قایم کی جاتی ہیں۔ اِن مجلسوں کے جلسے وقت معیّن پر ہوتے ہیں۔ مثلاً مہینے میں دو بار۔ یا چار بار۔ ہر ایک مجلس میں ایک سکرٹری ہوتا ہے۔ جس کا کام یہ ہے کہ وہ مباحثہ کرنے والوں کی تقریروں کو قلمبند کرتا ہے۔ جلسہ کے وقت ممبروں میں سے ایک شخص کو میر مجلس بنا لیا جاتا ہے۔ وہ اُس ممبر کو جو کوئی قابل مباحثہ سوال پیش کرنا چاہتا ہے اِس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اُس سوال کو پیش کرے اور اُسکی تائید میں اپنے دلائل تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ اسکے بعد وہ اور ممبروں کو اجازت دیتا ہے کہ اُس سوال کی تائید۔ یا مخالفت میں جیسا جس کا منشا ہو تقریر کریں۔ جب تمام ممبر اپنے خیالات سوال زیر بحث کی تائید۔ یا مخالفت میں ظاہر کر چکتے ہیں تو سب سے پہلے ممبر کو جسنے سوال پیش کیا تھا اِس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ جو دلیلیں اُس سوال کی مخالفت میں پیش کی گئی ہیں وہ اُن کا جواب دے۔ اسکے بعد کثرتِ رائے سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ قوتِ مجوّزہ کو ترقی دینے کا یہ ایسا عمدہ قاعدہ ہے کہ اِس سے ہر شخص کو سوچنے اور غور کرنے کا شوق ہو جاتا ہے۔ اور جو سوال پیش کیا جاتا ہے اُس پر ہر شخص پہلے سے غور و فکر کرتا۔ اور جلسہ میں بالکل تیار ہو کر آتا ہے۔ اگر یہ طریقہ مباحثہ کا ہندوستان میں جاری ہو جائے تو اس سے لوگوں کے ذہن کو بے حد ترقی ہوگی اور ہر مسئلہ میں اُن کو حق اور باطل کا تمیز کرنا آجائے گا۔ مگر چند قاعدے اِس موقع پر بیان کرنے ضروری ہیں جن پر اُن مجلسوں میں عمل کیا جاتا ہے۔ اگر اُن قاعدوں پر

غلطیوں میں دلیل لانے اور اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے وقت مبتلا ہو جائے تو اسکو تم نہایت نرم اور عاجزانہ الفاظ میں متنبہ کرو کہ وہ اُن غلطیوں سے بچے اور اُن قاعدوں کو صحت اور احتیاط کے ساتھ عمل میں لائے جنکی مدد سے نتیجہ کے یقینی اور قطعی ہونے کی امید ہوتی ہے ⁘

* * *

سوالات

فصل گذشتہ کے تحریر کرنے کے بعد اس فصل میں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہم بحث و مباحثہ کے لیے چند سوالات درج کریں۔ اِن سوالات کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو کو کوئی شخص اختیار کرے۔ اور دوسرے پہلو کو کوئی شخص۔ پھر ہر پہلو کے متعلق دلائل پیش کیے جائیں۔ تاکہ اچھی طرح حق و باطل کی تمیز ہو جائے۔ ان سوالات پر مباحثہ کرنے سے قوتِ مجوزہ کو ترقی ہوگی۔

(۱) مشاہدہ سے علم زیادہ بڑھتا ہے۔ یا تجربہ سے ؟
(۲) یونانی طریقہ کا علاج اچھا ہوتا ہے۔ یا ڈاکٹری طریقہ کا ؟
(۳) بعض ملکوں میں آبادی بڑھتی جاتی ہے۔ اور زراعت میں ترقی نہیں ہوتی۔ تو کیا اُن ملکوں میں کبھی ایسا وقت آئیگا کہ لوگ بھوکوں مرنے لگیں ؟
(۴) قومی خصلتیں ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی ہیں۔ یا نہیں ؟
(۵) جب کسی ملک میں جس پر غیر قوم حکومت کر رہی ہو۔ شایستگی روز افزوں ترقی کر رہی ہو تو کیا ایسا وقت لازمی طور پر اس ملک میں آئیگا یا نہیں۔ جبکہ اُس ملک کے باشندے غیر قوم کی حکومت سے آزاد ہو جائیں ؟
(۶) کیمیا (سونا چاندی بنانا) کا وجود ممکن ہے۔ یا نہیں ؟
(۷) دعا کرنے سے کوئی مطلب پورا ہو سکتا ہے۔ یا نہیں ؟

اس پہلو کے خلاف تم کو معلوم ہوتی ہوں اُنکی تردید کے دلائل بھی سوچ سمجھ کر جاؤ۔ (۹)
جب سوال زیر بحث کے کسی پہلو کی نسبت فیصلہ ہو جائے تو اس فیصلہ کو قبول کر لو۔
لیکن اگر تمھارے نزدیک اس پر کافی بحث نہیں ہوئی ہے تو میر مجلس سے درخواست
کرو کہ وہ اسکو دوسرے جلسہ پر ملتوی رکھے اور تمکو اپنے اُن خیالات اور دلائل
کے اظہار کا موقع ملے۔ جن کو تم پہلے جلسہ میں کسی وجہ سے ظاہر نہیں کر سکے (۱۰)
جب کوئی ممبر تم سے پہلے تقریر کر رہا ہو اور اُسکی رائے تمھاری رائے کے خلاف
ہو تو تم اُسکے خیالات اور دلائل کو خوب غور سے سُنو۔ تاکہ اپنی تقریر میں تم اُن
خیالات اور دلائل پر اچھی طرح نکتہ چینی کر سکو۔ (۱۱) تمھاری تقریر صاف اور
مطلب خیز اور مختصر ہونی چاہیے۔ اور تم اُس میں کبھی ایسی باتیں بیان نہ کرو جو سوال
زیر بحث سے تعلق نہ رکھتی ہوں۔ (۱۲) کسی ممبر کو یہ حق نہیں ہے کہ دوسرے ممبر
کی بات سُنکر ہنسے۔ یا اُس پر طعن کرے۔ یا غصہ کا اظہار کرے۔ یا اُسکی
بات کو درمیان سے کاٹے۔ یا اُسکے مغلوب ہونے کا اظہار کرے۔ (۱۳) اگر تم
اپنے مقابل ممبروں کے خیالات اور دلائل کو یاد نہ رکھ سکو تو یہ لازم ہے کہ تم
اُن خیالات اور دلائل کو اثنائے تقریر میں نوٹ کرتے جاؤ اور اُن پر نکتہ چینی
کرنے کے وقت اُن نوٹوں کو اپنے سامنے رکھو۔ (۱۴) کبھی اس بات کی کوشش
نہ کرو کہ اثنائے تقریر میں اپنے مقابل کو جسکی رائے تمھاری رائے کے برخلاف
ہے دھوکا دو۔ کیونکہ ایسا کرنا حق پرستی کے بالکل برخلاف ہے۔ (۱۵) جب
تم اپنے کسی دعوے پر دلیل لانی چاہو تو اُن غلطیوں سے ہمیشہ بچو جو مشاہدہ اور
تجربہ میں ہوا کرتی ہیں۔ یا استقرا کے قاعدوں کو عمل میں لانے کے وقت
سرزد ہوتی ہیں اور جنکو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ یہ بات اُسی وقت حاصل
ہو سکتی ہے۔ جبکہ تم اپنے دعوے پر پہلے سے غور کر چکے ہو اور اُسکے متعلق تمام
دلائل کو جانچ تول کر پرکھ چکے ہو۔ (۱۶) اگر تمھارا کوئی مقابل ممبر اس قسم کی

(۱۹) کیا دوا کی طرح تعویذ کا بھی لازمی طور پر اثر ہوتا ہے ؟

(۲۰) دنیا کی تمام مادی چیزیں چار عنصروں پانی ۔ مٹی ۔ ہوا اور آگ سے ملکر بنی ہیں ۔ کیا یہ بات صحیح ہے ؟

(۲۱) ہر ایک بیماری سردی ۔ یا گرمی ۔ یا تری ۔ یا خشکی کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے ۔ کیا یہ مسئلہ درست ہے ؟

(۲۲) انسان اپنے افعال میں مجبور ہے ۔ یا مختار ؟

(۲۳) پیغمبروں سے معجزوں کا وقوع میں آنا ممکن ہے ۔ یا نہیں ؟

(۲۴) انسان ایک ہی وقت میں دو ۔ یا دو سے زیادہ چیزوں کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے ۔ یا نہیں ؟

(۲۵) کسی زبان میں اول اسماء نکرہ بنائے جاتے ہیں ۔ یا اسماء معرفہ ؟

(۲۶) علم کی ترقی کے ساتھ اخلاق کو بھی ترقی ہوتی ہے ۔ یا نہیں ؟

(۲۷) کیا قحط کے پھیلنے سے جرائم کی تعداد بڑھ جاتی ہے ؟

(۲۸) کیا جہالت اور شجاعت لازم و ملزوم ہیں ؟

(۲۹) کیا جاہل آدمی بہ نسبت عالم کے زیادہ خوش رہتا ہے ؟

(۳۰) کیا کوئی زمانہ ایسا آئیگا جسمیں تمام دنیا امن و امان سے بسر کریگی اور جنگ و جدل کا نام و نشان نہ رہیگا ؟

(۳۱) کیا کبھی تمام دنیا کے باشندوں کا ایک مذہب ہو جائیگا ؟

(۳۲) کیا کوئی وقت ایسا آئیگا کہ ساری دنیا کے باشندے ایک زبان بولنے لگیں ؟

(۳۳) مفلسی اور دولتمندی میں سے کونسی چیز دنیا میں زیادہ جرائم کا باعث ہوتی ہے ؟

(۳۴) کیا کالے رنگ کے آدمیوں کی نسبت گورے رنگ کے آدمی زیادہ عقلمند ہوتے ہیں ؟

(۸) جادو کی نسبت جسقدر روایتیں مشہور ہیں اُنکو ہم تسلیم کر سکتے ہیں۔ یا نہیں؟

(۹) ایسی مخلوق کے وجود کو ہم مان سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ جو انسان سے بالاتر ہو اور جو اُسکو دکھائی نہ دیتی ہو۔ مثلاً فرشتے۔ جن۔ پریاں۔ بھوت۔ حوریں وغیرہ؟

(۱۰) نجوم۔ جفر۔ رمل۔ تعبیرِ خواب اور قیافہ کو علومِ محققہ میں داخل ہونے کا کبھی موقع حاصل ہوگا۔ یا نہیں؟

(۱۱) پہاڑی ملکوں میں زلزلے زیادہ آیا کرتے ہیں تو اس صورت میں زلزلوں کو پہاڑوں سے کچھ تعلق ہے۔ یا نہیں؟

(۱۲) دُمدار ستاروں کے طلوع کرنے۔ اور ملک میں وبا۔ یا قحط کے پھیل جانے کے درمیان تعلق ہے۔ یا نہیں؟

(۱۳) جن ملکوں میں اندھا دھند خیرات دینے کا طریقہ ہے۔ اُن کے اکثر باشندے لازمی طور پر مفلس اور اپاہج ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

(۱۴) ذہین آدمیوں کا دماغ بہ نسبت اُن آدمیوں کے دماغ کے جو ذہین نہیں ہیں وزن اور مقدار میں زیادہ ہوتا ہے۔ یا نہیں؟

(۱۵) مردوں کا دماغ بہ نسبت عورتوں کے دماغ کے اور انکی قابلیتیں بہ نسبت عورتوں کی قابلیتوں کے زیادہ ہوتی ہیں۔ یا نہیں؟

(۱۶) مرّیخ اور کرۂ زمین میں بہت سے حالات اور واقعات یکساں پائے جاتے ہیں تو کیا ہم اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ زمین کی طرح مرّیخ پر ذی شعور اور ذی روح مخلوق آباد ہے؟

(۱۷) کیا بہ نسبت قدیم زمانہ کے اب زمین پر تری اور خشکی کی تقسیم اور طرح پر ہے۔ کیونکہ جو جانور اور درخت اب شمالی آب و ہوا میں پیدا ہو سکتے ہیں وہ جنوب میں زمین کے اندر سے نکالے گئے ہیں؟

(۱۸) زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے۔ یا آفتاب زمین کے گرد؟

(۴۹) کیا دُنیا میں کوئی ایسا چشمہ ہے جسکا پانی زندگی بخش ہو اور جس کو پیکر آدمی کبھی نہ مرے ؟

(۵۰) یہ بات مشہور ہے کہ ایک پتّھر جسکو سنگ پارس کہتے ہیں ایسا ہوتا ہے کہ اگر اسکو کسی دھات سے رگڑیں تو وہ دھات تبدیل ماہیت کرکے سونا بن جاتی ہے۔ کیا لوگوں کا یہ خیال صحیح ہو سکتا ہے ؟

(۵۱) کہتے ہیں کہ ایک مرکّب دوا جسکو کشتہ کہتے ہیں ایسی ہوتی ہے جسکو کھا کر بوڑھا آدمی سچ مچ جوان ہو جاتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے ؟

(۵۲) کیا ایک دوا سے تمام بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے ؟

{ ۸ }

حافظہ

فصل (۱) میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حافظہ ذہن سے علیحدہ کوئی قوت نہیں ہے۔ بلکہ اُسی کی ایک قوّت ہے۔ ہیملٹن نے کس قدر سچ لکھا ہے کہ ذہن کی قوّتِ مدرکہ کے ذریعہ سے ہم واقفیت حاصل کرتے ہیں لیکن یہ واقفیت بالکل بے فائدہ ہوتی۔ اگر ہم اپنی معلومات کو جمع نہ رکھ سکتے۔ اور معلومات کا جمع کرنا بالکل بیفائدہ ہوتا۔ اگر ہم اُن کو دوبارہ اپنے ذہن کے سامنے ضرورت کے وقت نہ لا سکتے۔ معلومات کا جمع رکھنا حافظہ کا کام ہے۔ جیساکہ ہم فصل (۱) میں لکھ چکے ہیں۔ اور ضرورت کے وقت اُن کا ذہن کے سامنے لانا قوّتِ ذاکرہ اور قوّتِ متخیلہ کا۔ جن میں سے دوسری قوت بہ نسبت پہلی قوت کے معلومات کو زیادہ واضح اور روشن کر دیتی ہے۔ حافظہ کے ساتھ اِن دونوں قوتوں کو ایک ہی ذیل میں رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ حافظہ کا پورا فائدہ بغیر اِن دونوں قوتوں کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ قوتِ حافظہ خیالات ہی کو محفوظ نہیں رکھتی۔ بلکہ

(۳۵) کیا کبھی دنیا میں ایسا طوفان آیا ہے جسکا ظہور ایک وقت میں تمام روئے زمین پر ہوا ہو؟

(۳۶) کیا یہ بات ممکن ہے کہ کوئی شخص بے باپ کے پیدا ہو جائے؟

(۳۷) اگر کوئی شخص بیان کرے کہ ایک شخص زندہ آسمان پر چلا گیا تو کیا ہم کو اس بات پر یقین کرنا چاہیے؟

(۳۸) کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں فرشتوں اور جنوں نے آدمیوں کے قالب میں آکر لوگوں سے ملاقات اور جنگ کی ہے۔ کیا یہ بات ہمکو مان لینی چاہیے؟

(۳۹) توریت میں لکھا ہے کہ زمین اور آسمان چھ دن میں پیدا ہوئے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

(۴۰) کیا ارضی اور سماوی آفتیں انسان کے گناہوں کے سبب سے نازل ہوا کرتی ہیں؟

(۴۱) کیا ایک شخص سے جسکو آدم کہتے ہیں تمام انسان پیدا ہوئے ہیں؟

(۴۲) کیا کوئی شخص خدا سے ہمکلام ہو سکتا ہے؟

(۴۳) کیا خدا اس طرح الفاظ میں کلام کر سکتا ہے جس طرح کہ ہم کلام کرتے ہیں؟

(۴۴) یونان کے قدیم حکما یہ سمجھتے تھے کہ آسمان ایک حیوان ہے جو اپنے ارادہ سے حرکت کرتا ہے۔ کیا یہ صحیح عقیدہ تھا؟

(۴۵) کیا کوئی چیز نیست سے ہست اور ہست سے نیست ہو سکتی ہے؟

(۴۶) کیا زندگی کے لیے کوئی خاص بناوٹ شرط نہیں ہے۔ مثلاً کیا یہ ممکن ہے کہ آگ میں بحالت موجودہ عقل و زندگی اور گویائی کا ظہور ہونے لگے؟

(۴۷) کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک اندھا مشرق میں بیٹھا ہو۔ ایک مچھر کو دیکھ رہا ہو جو اس سے ہزاروں کوس کے فاصلہ پہ مغرب میں ہو؟

(۴۸) کیا دنیا میں ایسے اشخاص کا وجود تسلیم کیا جا سکتا ہے جن سے تمام عمر میں کوئی غلطی۔ یا خطا سرزد نہ ہو؟

ی بعض دفعہ تو میرا دماغ اسقدر بلند پروازی کرتا ہے کہ عرش کی خبر لاتا ہے اور بعض عہ ایسا بےحس ہوتا ہے کہ اپنے تن بدن کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ مگر یہ بات خوب یاد و کہ جس چیز پر آدمی کی پوری توجہ ایک دفعہ ہو چکتی ہے وہ اسکو مشکل سے فراموش ہو سکتی ہے۔ برخلاف اُسکے جو چیزیں سرسری نظر سے اور بےپروائی سے دیکھی باتی ہیں۔ اُن کا نقش ذہن میں شروع ہی سے دھندلا ہوتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد تو بالکل مٹ جاتا ہے۔ دو چیزیں جو ایک ساتھ دیکھی جاتی ہیں اکثر اُن میں سے یک چیز پر گہری نظر پڑتی ہے اور اسکی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ اسلیے اُن دو چیزوں میں سے ایک چیز کا نقش تو ذہن میں گہرا ہوتا ہے اور دوسری چیز کا دھندلا۔ جب گہرے نقش والی چیز یاد آتی ہے تو اُسکے تعلق سے کمزور نقش والی چیز بھی یاد آجایا کرتی ہے۔ یہی توجہ کا وہ قانون ہے جس پر حافظہ کی ترقی کے اُن اصولوں کی بنیاد ہے جنکو ہم آیندہ بیان کرنیوالے ہیں۔

۹

خیالات کا تعلق

اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ خیالات میں جو انسان کے ذہن میں گزرتے ہیں اور جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلاتا ہے۔ کسی نہ کسی طرح کا تعلق ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ تمھارے سامنے کسی شخص کا نام لیا جائے تو اکثر اُسکی شکل و شمایل کے علاوہ کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ بھی یاد آجاتا ہے جس کا تعلق اُس شخص سے ہو۔ اسی طرح کی یہ مثال ہے کہ ایک دفعہ ایک بچہ اُردو کی ایک ابتدائی درسی کتاب پڑھ رہا تھا جسمیں ہدہد کا ذکر تھا۔ کئی آدمی جو اُس موقع پر موجود تھے اُن میں سے ایک شخص نے یکایک یہ سوال کیا کہ علی جان آجکل کہاں ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ بات یہ تھی کہ اُس بچے نے جو ہدہد کا حال اپنی کتاب میں سے پڑھ کر سنایا تو ہدہد کے نقط

اثر اور تمنّا بھی جس کا ذکر ہم پہلی فصل میں کر چکے ہیں اُسکے دائرہ میں داخل ہیں حافظہ سب آدمیوں کا برابر نہیں ہوتا۔ بعض کا حافظہ تو ایسا زبردست ہوتا ہے کہ وہ ابتدائے عمر سے جن چیزوں کو دیکھتے۔ یا سونگھتے۔ یا سُنتے۔ یا چکھتے۔ یا چھوتے۔ یا سوچتے رہے ہیں اُنکو تمام عمر یاد رکھتے ہیں اور بعض ایسے کمزور حافظہ کے ہوتے ہیں کہ اُن کو دو منٹ کی بات بھی یاد نہیں رہتی۔ ایسے لوگوں کے قصّے تاریخ اور ادب کی کتابوں میں بہت کثرت سے لکھے ہیں جنکا حافظہ نہایت قوی تھا۔ مثلاً ایک شخص کی نسبت لکھا ہے کہ وہ وہ لمبے لمبے قصیدے ایک دفعہ سُنکر یاد کر لیتا تھا۔ ایک شخص کا تذکرہ ہے کہ وہ ہزاروں ایسے الفاظ جن کے درمیان کوئی تعلّق نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ سُنکر۔ یا دیکھکر اُسی ترتیب سے یاد کر لیتا تھا جس ترتیب سے کہ اُسنے اُن الفاظ کو سُنا یا دیکھا تھا۔ ممکن ہے کہ ایسے لوگوں میں یہ بات قدرتی اور پیدایشی ہو اور ممکن ہے کہ اُنھوں نے ویسے ہی قاعدوں پر عمل کر کے جیسے کہ ہم لکھنے کو ہیں یہ استعداد بہم پہنچائی ہو۔ عام طور پر ہر شخص جب کوئی بات معلوم کرتا ہے تو اُس کا ایک نقش اُسکے دماغ میں ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح بہت سے نقش دماغ میں ہو جاتے ہیں۔ جوں جوں آدمی نئی معلومات حاصل کرتا جاتا ہے۔ پُرانی معلومات کے نقش اُسکے دماغ میں دُھندلے ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ معلومات ذہن میں پوشیدہ ہو جاتی ہیں اور اگر قوتِ ذاکرہ اُن کو اپنی مدد سے جگاتی اور زندہ نہ کرتی رہے تو نسیان پیدا ہو جاتا ہے۔ نسیان یعنی فراموشی کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ایک قسم کے خیالات سے توجّہ ہٹکر دوسری قسم کے خیالات پر مائل ہو جاتی ہے۔ اور پہلے قسم کے خیالات رفتہ رفتہ دُھندلے اور کمزور ہو کر مٹتے جاتے ہیں۔ توجہ کا بھی عجیب حال ہے۔ بعض دفعہ تو آدمی کسی چیز پر اسقدر متوجہ ہوتا ہے کہ اُسکے سوا اور چیزوں کی جو اُسکے آس پاس ہوں خبر نہیں ہوتی۔ اور بعض دفعہ ذہن بالکل خالی ہوتا ہے اور اُسکی پوری توجّہ کسی چیز کی طرف نہیں ہوتی **شیخ سعدی** نے اسی موقع کے لیے لکھا ہے ؎

گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینم ٭ گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم ٭

میں ہوا ہو۔

۴ چوتھا تعلق یہ ہے کہ اُن دونوں خیالوں میں سے ایک خیال جس جگہ میں ظاہر ہوا ہو وہ جگہ اُس جگہ سے قریب ہو جسمیں دوسرے خیال نے ظہور کیا ہو۔

۵ پانچواں تعلق یہ ہے کہ اُن میں علّت اور معلول کا تعلق ہو یعنی ایک خیال دوسرے خیال سے پیدا ہوا ہو اور اُن میں سے ایک خیال سبب اور دوسرا خیال اُسکا نتیجہ ہو۔

۶ چھٹا تعلق یہ ہے اُن دونوں خیالوں میں سے ایک خیال کُل اور دوسرا خیال اُس پہلے خیال کا جزُ ہو۔

۷ ساتواں تعلق یہ ہے کہ ایک خیال دوسرے خیال کے وسیلہ سے ظہور میں آیا ہو۔ مگر اُن میں ایسا تعلق نہ ہو جیسا کہ علّت اور معلول کے درمیان ہوتا ہے۔

۸ آٹھواں تعلق یہ ہے کہ وہ دونوں خیال متشابہ ہوں یعنی بعض باتوں میں ایک دوسرے سے ملتے جُلتے ہوں۔

۹ نواں تعلق یہ ہے کہ دونوں خیال ایک دوسرے کی ضد ہوں اور اُن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کے برخلاف ہو۔

۱۰ دسواں تعلق یہ ہے کہ دونوں خیال ایک ہی علّت کے معلول ہوں یعنی دونوں کے پیدا ہونے کا سبب کوئی تیسرا خیال ہو۔ اور یہ دونوں خیال اُس سبب کے نتیجے ہوں۔

۱۱ گیارھواں تعلق یہ ہے کہ وہ دونوں خیال ایسے ہوں کہ اُن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کی علامت ہو۔

۱۲ بارھواں تعلق یہ ہے کہ وہ دونوں خیال ایک ہی آواز سے تعبیر ہو سکتے ہوں

بعض نے مذکورہ بالا بارہ ۱۲ تعلقات کو سات ۷ قاعدوں میں تبدیل کیا ہے۔ ارسطو نے ان سب کو صرف تین قاعدوں میں محدود کر دیا ہے۔ (۱) اتصالِ مکان و زمان (۲) مشابہت (۳) تضاد۔ ہیوم نے بھی جو ایک مشہور فلسفی ہوا ہے ذیل کے تین ۳ قاعدوں میں اِن سب تعلقات کو منحصر کیا ہے۔ (۱) مشابہت

سے سوال کرنے والے شخص کے ذہن میں حضرت سلیمانؑ کا خیال پیدا ہوا جنھوں نے ملک سبا کی ملکہ بلقیس کے پاس ہدہد کے ذریعہ سے ایک پیغام بھیجا تھا پھر سلیمان کے لفظ سے ایک شخص یاد آیا جسکا یہی نام تھا اور جو اس شخص کے دوستوں میں سے تھا۔ پھر اسکے بیٹے علی جان کا خیال آیا جو ایک مدت سے بیکار رہتا اور جسکے ساتھ اس شخص کو دلی ہمدردی تھی۔ جب اس شخص سے دریافت کیا گیا کہ علی جان کا اِس موقع پر کیا ذکر تھا۔ اور اسکا خیال تمھارے ذہن میں کس طرح آیا تو اس نے یہی جواب دیا کہ مجھکو ہدہد کے لفظ سے حضرت سلیمان پیغمبر کا خیال آیا۔ اور سلیمان کے لفظ سے علی جان کے باپ سلیمان کا نام یاد آیا۔ پھر سلیمان کے لفظ سے اسکے بیٹے علی جان کا خیال ذہن میں آیا جسکے ساتھ مجھے دلی ہمدردی ہے اور جو ایک مدت سے بیکار اور بے روزگار رہا کیا ہے۔ اگر دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہوں اور دو تین گھنٹے تک باتیں کرتے رہے ہوں تو پہلی بات جس سے ان کی گفتگو شروع ہوئی تھی اس سے اخیر بات کو جس پر گفتگو ختم ہوئی ظاہر میں کسی طرح کا تعلق نہ ہوگا لیکن اگر ان تمام باتوں پر خیال کیا جائے جو دو تین گھنٹہ تک ہوتی رہی ہیں تو وہ سلسلہ صاف صاف سمجھ میں آجائیگا جسکے ذریعہ سے ان دونوں باتوں کے درمیان تعلق قائم ہوتا ہے۔ اب ہم بیان کرتے ہیں کہ جو خیالات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلاتا ہے۔ ان کے درمیان کس کس طرح کا تعلق ہوا کرتا ہے ۔

پہلا تعلق یہ ہے کہ وہ دونوں خیال جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کی طرف اشارہ کرتا ہے ایک ہی وقت میں موجود ہوں ۔

دوسرا تعلق یہ ہے کہ ان دونوں خیالوں میں تواتر وقت کا تعلق ہو یعنی ایک خیال دوسرے خیال کے بعد فوراً ظہور میں آیا ہو ۔

تیسرا تعلق یہ ہے کہ ایسے دو خیالوں کا ظہور ایک موقع۔ یا ایک جگہ

١٠

غور اور توجہ

سب سے پہلی شرط غور اور توجہ کرنے کی یہ ہے کہ غور کرنے والے کا دماغ تندرست اور صحیح ہو کیونکہ اگر اُس کا دماغ کسی بیماری کے سبب سے ماؤف ہوگا۔ یا زیادہ محنت کرنے سے تھک گیا ہوگا۔ یا غم اور تکلیف کے سبب سے پریشان ہوگا تو جس چیز پر وہ غور کریگا اُس کا دیرپا اور گہرا نقش ذہن پر نہیں ہوگا۔ اور اگر اس کا دماغ صحیح اور تندرست ہوگا تو وہ ہر چیز پر کافی غور اور توجہ کر سکیگا اور اطمینان سے ہر چیز کا نقش اپنے ذہن پر جما سکیگا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ کسی چیز پر غور کرنے سے پہلے دماغ کو اُس چیز کے خیال کے سوا اور تمام خیالات سے خالی اور فارغ کر لیا جائے۔ ورنہ بہت سے خیالات کے ہجوم کرنے سے کوئی خیال اچھی طرح ذہن پر منقوش نہ ہو سکے گا۔ اور ہجوم خیالات کا اثر دماغ پر وہی ہوگا جو بیماری۔ یا تکلیف۔ یا زیادہ محنت کا ہوا کرتا ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ غور کرنے والا آدمی ایسی جگہ پر ہو جہاں اُس کی توجہ کو ہٹانے والی چیزیں موجود نہ ہوں اور ایسی آوازیں نہ آتی ہوں جو اُسکے دماغ کو پراگندہ کریں اور اُسکے خیالات کو جمع نہ ہونے دیں۔ کیونکہ اگر وہ ایسی جگہ موجود ہوگا۔ تو ایسی چیزوں کے موجود ہونے کے سبب سے جو اُسکی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہونگی ایک خیال بھی اُسکے ذہن نشین نہ ہوگا۔ نیز مختلف اونچی نیچی آوازوں کے آنے کا بھی اُسکے دماغ پر وہی اثر ہوگا جو ہجوم خیالات کا ہوا کرتا ہے۔

غور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز پر غور کرنا ہو اُس پر ہمہ تن متوجہ ہو جاؤ۔ اگر وہ آنکھوں سے دیکھنے کی چیز ہے تو اُسکو ٹکٹکی باندھ کر کچھ دیر تک دیکھتے رہو۔ اگر اُس میں سے کوئی آواز آتی ہے تو کانوں کی مدد سے اُسکی آواز کو اچھی طرح کچھ عرصہ تک سنتے رہو۔ اگر دونوں باتیں ممکن ہیں تو آنکھوں اور کانوں سے ایک ساتھ

(۲) اتّصالِ مکان و زمان (۳) علّت و معلول ÷ ہملٹن نے جو انگلستان کا نامور حکیم ہوا ہے۔ صرف ۲ دو تعلق بتائے ہیں جنمیں مذکورہ بالا ۱۲ بارہ تعلقات مندرج ہیں (۱) اتّحاد (۲) مشابہت ہم آسانی کے لیے ہیوم کے قول کو مان لیتے ہیں۔ اور اُن تین تعلقات میں جو اُس نے بیان کیے ہیں ایک خیال اور داخل کرتے ہیں اور وہ تضاد ہے۔ پس ہمارے نزدیک اصلی تعلقات صرف چار ہیں (۱) مشابہت (۲) اتّصالِ مکان و زمان (۳) علّت و معلول (۴) تضاد۔ یعنی جب دو خیالوں میں سے ایک خیال کو دوسرے خیال سے کسی بات میں مشابہت ہوگی۔ یا وہ دونوں خیال ایک جگہ۔ یا ایک وقت میں ظہور کرتے ہونگے۔ یا اُن دونوں خیالوں میں سے ایک علّت اور دوسرا اُس کا معلول ہوگا۔ یا دونوں خیالوں میں سے ایک خیال دوسرے خیال کی ضد ہوگا تو اُن دونوں میں سے جب ایک خیال کسی کے ذہن میں آئیگا تو اِسکے ساتھ ہی فوراً دوسرا خیال بھی ذہن میں آجائیگا۔ یاد کرنے کے وقت اِنھیں چار تعلقات پر غور کیا جاتا ہے یعنی مثلاً جب ایسے دو خیالوں کا یاد رکھنا منظور ہوتا ہے تو اِس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ اُن میں کس طرح کا تعلق ہے۔ مشابہت کا۔ یا تضاد کا۔ یا علّت و معلول کا۔ یا اتّصالِ مکانی و زمانی کا۔ جب اِس تعلق پر پوری توجّہ کی جاتی ہے تو اُن دونوں خیالوں کا گہرا نقش دماغ پر ہو جاتا ہے اور اُن میں سے ایک خیال جب یاد آتا ہے تو اُس تعلق کی وجہ سے جو اُس خیال کو دوسرے خیال سے ہے۔ فوراً دوسرا خیال بھی ذہن میں آجاتا ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ توجّہ اور غور کرنے کے لیے ہم کو کِن کِن ہدایتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ تاکہ جن باتوں کو ہم یاد رکھنا چاہتے ہیں۔ اُن پر اور اُنکے آپس کے تعلقات پر کافی غور اور توجّہ کرکے ہم اُن کو یاد رکھ سکیں ÷

مگر سب چیزیں جو تعلیم میں داخل ہیں ایسی نہیں ہو سکتیں جنکے اصلی نمونے دیکھنے کا موقع ہمیشہ طالب علموں کو ملے اسلیے کنڈرگارٹن کا طریقہ ایک نہایت موزوں اور مناسب طریقہ ابتدائی تعلیم کا ہے۔ اور اِس طریقہ کی مدد سے دُنیا بھر کی چیزوں کا تصوّر بچوں کے ذہن میں نہایت عمدگی اور آسانی کے ساتھ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک چیز کا ایسا گہرا نقش اُنکے ذہن میں جمتا ہے کہ بھلائے سے بھی وہ نہیں بھول سکتے۔

جس توجّہ کے قاعدے ہم نے ابھی بیان کیے وہ ارادی توجہ ہے اور اگر اسکی مشق کی جائے تو رفتہ رفتہ اس بات کی عادت ہو جاتی ہے کہ جس چیز پر غور کرنے والا توجّہ کرے اُسکے سوا اور چیزوں کی طرف سے اُسکا دماغ بالکل فارغ اور خالی ہوتا ہے۔ یہ عمدہ عادت دُنیا کے اُن بڑے بڑے مصنّفوں اور عالموں حکیموں اور فلسفی آدمیوں میں موجود تھی جنھوں نے علوم کو ترقی دیکر آگے بڑھایا اس وقت بھی یہ عمدہ عادت ایسے آدمیوں میں موجود ہے۔ اگر یہ عادت اُن میں نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ وہ کسی علمی مسئلہ پر پوری توجہ مبذول کرتے اور اسکے ہر پہلو پر غور کر سکتے اور اُسکے متعلّق تمام ضروری باتیں اُنکے ذہن میں محفوظ رہ سکتیں۔ ارادی توجہ کے سوا ایک قسم توجہ کی اضطراری کہلاتی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بعض واقعات اور حادثات ایسے پیش آتے ہیں کہ اُن پر ارادہ کے ساتھ توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ ہمارا ذہن خود بخود اُنکی طرف متوجّہ ہو جاتا ہے اور اگر ذہن کو اُس طرف سے ہٹانا بھی چاہیں تو نہیں ہٹتا۔ مثلاً اگر یکایک کوئی توپ چلے۔ یا کسی مکان میں آگ لگ جائے۔ یا بجلی آسمان سے گرج کر گرے۔ یا طوفان میں گھر کر کوئی جہاز ڈوب جائے۔ یا ایسا سخت زلزلہ آئے کہ جابجا زمین دھنس جائے۔ یا ایسی سخت آندھی آئے کہ ہزاروں بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ جائیں تو یہ واقعات ایسے نہیں ہیں کہ اُن کی طرف ہم خود بخود

کام لو۔ اگر اُس چیز میں خوشبو یا بدبو ہے تو ناک کو بھی متوجہ کرو اور اُس کی خوشبو یا بدبو کو ایک لحظہ تک سونگھتے رہو۔ اگر تم اُس کو چکھ سکتے ہو تو اُس کا ذائقہ معلوم کرنے کے لیے اُس چیز کو زبان پر رکھو۔ اور اچھی طرح چکھ کر دیکھو کہ اُس کا مزا کیسا ہے۔ اگر تم اُس چیز کو چھو سکتے ہو تو ہاتھ لگا کر اُس کو ٹٹولو۔ اور دیکھو کہ اُس کے چھونے سے کیا کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ غرض کہ جس حواس سے تم اُس چیز کو محسوس کر سکتے ہو۔ اُس سے اُس چیز کا احساس کرو۔ اگر ایک سے زیادہ حواس سے اُسکو محسوس کر سکتے ہو تو کئی حواس سے کام لو۔ کئی حواس سے کام لینے سے ذہن پر گہرا نقش ہوتا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ گلاب کے پھول کا بیان پڑھکر تم اُسکو یاد کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم محض عبارت کو دیکھکر یاد کرو تو کم گہرا نقش ہوگا۔ اگر اُس کو بلند آواز سے پڑھتے بھی جاؤ تو تمھارے کان بھی اُس کے یاد کرنے میں آنکھوں کے ساتھ شریک ہونگے۔ اس طرح ذہن پر گہرا نقش جم جائیگا۔ اگر اصلی گلاب کا پھول تمھارے سامنے ہو اور اُسکو تم آنکھوں سے دیکھو اور اُسکی خوشنما رنگت کو محسوس کرو۔ پھر اُسکی خوشبو سونگھو۔ پھر اُسکی پتیوں اور پنکھڑیوں کی سطح کو چھو کر دیکھو۔ پھر اُسکی پنکھڑیوں یا زیرہ کو زبان پر رکھکر اُس کا ذائقہ معلوم کرو تو بہت زیادہ گہرا نقش تمھارے ذہن پر ہوگا جسکو اگر تم فراموش کرنا چاہو تو فراموش نہیں کر سکتے۔ اسی بنیاد پر ابتدائی تعلیم کی کتابوں میں جانوروں اور درختوں کی تصویریں درج کی جاتی ہیں۔ کاغذی تصویروں سے زیادہ مفید مجسّم مورتیں ہوتی ہیں۔ اس لیے جرمنی میں ابتدائی تعلیم کا وہ طریقہ بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہے جسکو کنڈرگارٹن کہتے ہیں اور جس میں مجسّم مورتوں کے ذریعہ سے بچوں کو ہر علم اور ہر فن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ طریقہ عنقریب **پنجاب** میں بھی جاری ہونے والا ہے۔ مجسّم مورتوں کی جگہ اگر اصلی چیزوں کا آنکھ کے سامنے لانا ممکن ہو تو یہ طریقہ سب سے زیادہ مفید ہے

زیادہ چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ ہملٹن نے ابراہام ٹکر کی رائے کی تردید کی ہے اور وہ اُسکے قول کو تسلیم نہیں کرتا۔

ارادی اور اضطراری توجہ کا جو بیان ہم نے اس فصل میں کیا ہے اُسکی نسبت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ لفظ توجہ سے ہماری مراد صرف اُن محسوس چیزوں کی طرف توجہ کرنا ہے جو ہمارے ذہن سے خارج ہیں اور جنکو ہم دیکھ سکتے۔ یا سُن سکتے یا سُونگھ سکتے۔ یا چکھ سکتے۔ یا چھو سکتے ہیں۔ مگر ہمارے ذہن میں ایسی کیفیتیں بھی پیدا ہوتی ہیں جنکو ہمارے حواس معلوم نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اُن کیفیتوں پر توجہ کریں۔ اور غور سے اُن پر خیال جمائیں تو اس کا نام توجّہ نہیں ہے بلکہ مراقبہ ہے مثلاً اس بات پر غور کرنا کہ ہم کس طرح سوچتے اور کس طرح کسی بات کو یاد رکھتے ہیں

۱۱

خیالات کے تعلّقات کا فائدہ

اُن خیالات میں بارہ ۱۲ قسم کا تعلّق ہوا کرتا ہے جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلاتا ہے۔ یہ امر اور اُن تعلّقات کا ذکر ہم نویں فصل میں کر چکے ہیں۔ دسویں فصل میں ہم نے بیان کیا ہے کہ توجّہ اور غور کرنے کی کیا شرطیں ہیں۔ کیونکہ اگر ہم کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ غور و توجہ کرنے میں ہم کن ہدایتوں پر کاربند رہیں تو اُن خیالات کے باہم تعلّقات پر غور کرنے سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلاتا ہے۔ نیز دسویں فصل میں ہم نے توجہ کے متعلق بڑے بڑے اہم مسائل کو بھی طے کر دیا ہے۔ اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ خیالات کے درمیان جو تعلّقات ہوتے ہیں اُن پر ہم توجہ کر کے کس طرح عملی فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔

دسویں فصل میں ہم نے لکھا تھا کہ زیادہ سے زیادہ چھ ۶ چیزوں پر انسان کا

متوجہ نہو جائیں۔ اِن واقعات کا بہت گہرا نقش ہمارے ذہن پر ہوتا ہے اور اسکو ہم کسی حالت میں فراموش نہیں کر سکتے۔

توجہ کی نسبت یہ مسئلہ بھی نہایت ضروری اور اہم ہے کہ ہم ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ چیزوں کی طرف توجہ کر سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ اس مسئلہ میں عالموں اور حکیموں کی رائے مختلف ہے۔ بعض تو کہتے ہیں کہ ایک سے زیادہ چیزوں پر ذہن کا ایک ہی وقت میں توجہ کرنا ناممکن ہے چنانچہ اسٹوارٹ لاک اور ڈاکٹر براؤن کی یہی رائے ہے۔ مگر ہیملٹن کی رائے اسکے بالکل برخلاف ہے۔ لایب نٹز اور ارسطو کی رائے بھی یہی ہے۔ ہملیٹن نے نہایت معقول دلیلوں سے اِس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ لاک اور اسٹوارٹ اور ڈاکٹر براؤن کی یہ رائے بالکل غلط ہے کہ ہم ایک ہی وقت میں کئی مختلف چیزوں پر توجہ نہیں کر سکتے۔ آجکل ہملیٹن ہی کی رائے مانی جاتی ہے اور تمام حکیموں اور عالموں کا یہی مذہب ہے اور اِسی رای پر اُن کا اتفاق ہے۔

دوسرا مسئلہ توجہ کے متعلق یہ ہے کہ ہمارا ذہن ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ کتنی چیزوں کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔ اِس مسئلہ میں بھی بڑے بڑے حکیموں اور عالموں کی رائے کا اختلاف ہے۔ ایک مشہور فلسفی ابراہام ٹکر کی رائے تو یہ ہے کہ ہمارا ذہن ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار چیزوں کی طرف توجہ کر سکتا ہی۔ مگر دو اور نامور فلسفی ہیں جنکے نام چارلس بونٹ۔ اور ٹریسی ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ ابراہام ٹکر نے اِس مسئلہ کی کامل تحقیقات نہیں کی۔ ہمارا ذہن فی الحقیقت ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چھ چیزوں کی طرف توجہ کر سکتا ہے اِس سے زیادہ چیزوں کی طرف البتہ ہم ایک وقت میں متوجہ نہیں ہو سکتے ہملیٹن نے چارلس بونٹ اور ٹریسی کی رائے کی تائید کی ہے۔ اُس کا بھی یہی مذہب ہے کہ ہمارا ذہن ایک ہی وقت میں چھ چیزوں کی طرف توجہ کر سکتا ہے اور اس سے

برپا تھا۔ چونکہ یہ دونوں واقعات ایک ہی سنہ میں واقع ہوئے تھے۔ اسلیے اگر ہم اُن کے تعلقِ ہم زمانی پر خیال کریں تو ہم اُن کو بہ آسانی یاد رکھ سکتے ہیں۔ یہ تعلق تاریخی واقعات کے یاد رکھنے میں بہت مدد دے سکتا ہے۔ ہمکو تاریخ میں سے وہ تمام واقعات چُن لینے چاہییں جو ایک ہی سنہ میں ظہور میں آئے۔ جب اس قسم کی فہرست تیار ہو جائیگی تو ہر سنہ کے مقابل جو واقعات لکھے ہونگے اُن کے اس تعلق پر غور کر لینے سے کہ وہ ایک ہی وقت میں واقع ہوئے ہیں تمام واقعات آسانی سے یاد ہو جائینگے۔ مگر جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ ابتدائی مشق کے وقت اِس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ ہر سنہ کے مقابلہ میں دو دو واقعات لکھے جائیں جو بہت اہم اور ضروری ہوں۔ زیادہ واقعات درج نہ کریں۔ کیونکہ زیادہ واقعات درج کرنے سے اوّل تو وہ واقعات اِسلیے یاد نہیں رہ سکینگے کہ وہ دو سے زیادہ ہیں اور دوسرے زیادہ واقعات کے درمیانی تعلق پر غور کرنے کی ابھی مشق نہیں کی گئی دوسرے اس وجہ سے یاد نہیں رہینگے کہ اکثر اس قسم کے واقعات میں ہم زمانی کے تعلق کے سوا اور کسی طرح کا ایسا تعلق نہیں ہوتا جسکو ہمارا ذہن گرفت کر سکے۔

دوسرا تعلق نوبتِ متصل ہے۔ ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ اُن دونوں خیالوں میں تواترِ وقت کا تعلق ہو۔ یعنی ایک خیال دوسرے خیال کے بعد فوراً ظہور میں آیا ہو اس عبارت میں فوراً کے لفظ سے متّصل مراد ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو خیال دو منٹ میں ایک دوسرے کے بعد ظہور میں آئے ہوں تو اُن میں تیسرے منٹ کا فاصلہ نہ ہو۔ یعنی پہلا خیال پہلے منٹ میں اور دوسرا خیال دوسرے منٹ میں ظاہر ہوا ہو اور اگر ایک خیال پہلے گھنٹے میں اور دوسرا خیال دوسرے گھنٹے میں ظاہر ہوا ہو تو اُن میں تیسرے گھنٹے کا فاصلہ نہ ہو۔ اِسی طرح اگر ایک خیال ایک مہینے میں اور دوسرا خیال دوسرے مہینے میں ظاہر ہوا ہو تو ان دونوں کے ظہور کرنے میں تیسرے مہینے کا فاصلہ نہ ہو۔ یا مثلاً ایک خیال سنہ پہلے سال میں ظہور

ذہن ایک ہی وقت میں توجہ کر سکتا ہے۔ مگر ہر شخص کا ذہن ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ مشق کرنے سے رفتہ رفتہ یہ ملکہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ابتدائی مشق کے لیے سب سے بہتر یہ بات ہے کہ پہلے صرف دو چیزوں کے باہم تعلق پر غور کریں۔ دو سے زیادہ چیزوں کی طرف اپنے ذہن کو متوجہ کر کے پریشانی میں نہ ڈالیں۔ جب دو چیزوں کے باہم تعلق پر غور کرنے کی عادت ہو جائے تو پھر چار چیزوں کے باہم تعلق پر غور اور توجہ کرنی شروع کریں۔ اسی طرح رفتہ رفتہ چند چیزوں کے درمیانی تعلق پر غور کرنا سیکھیں۔ اگر ہم ابتدا ہی سے چار۔ یا چھ چیزوں کی طرف اپنے ذہن کو متوجہ کرینگے تو اُنکے درمیانی تعلقات اچھی طرح یاد نہیں رہینگے اور شاید اس طرح ہمارا ذہن اُلجھن میں پڑ کر ایک تعلق کو بھی یاد نہ رکھ سکے گا ؞

پہلا تعلق جو ہم نے نویں فصل میں بیان کیا تھا۔ یہ تھا کہ وہ دونوں خیال جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلاتا ہے۔ ایک ہی وقت میں موجود ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ فرض کرو۔ ہمارے شہر میں رات کے بارہ بجے ریل آیا کرتی ہے۔ عین اُس وقت جبکہ ہم نے ریل کی سیٹی سُنی۔ یہ خبر سُننے میں آئی کہ ہمارے ایک دوست کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جو شخص یہ خبر ہمارے پاس لایا تھا وہ اس خوشخبری کو بیان کرنے سے ابھی فارغ نہیں ہوا تھا کہ تار گھر کے چپراسی نے ہمارے ہاتھ میں تار کا لفافہ دیا۔ جب ہم نے اُس کو کھولکر پڑھا تو معلوم ہوا کہ ہمارا ایک دوست جو محکمۂ انجنیری میں ملازم تھا۔ ترقی عہدہ اور اضافۂ تنخواہ پر برہما کو جانے والا ہے۔ یہ دو خبریں جو ہمکو ایک ساتھ ایک وقت میں ملیں ان کے درمیان صرف یہی تعلق ہے کہ دونوں ایک ہی وقت میں سُننے میں آئی ہیں۔ اگر ہم اس تعلق پر ادنیٰ توجہ کرینگے تو ممکن نہیں ہے کہ ہر دو واقعات کو ہم ساری عمر بھول سکیں۔ یا مثلاً دہلی میں دربار قیصری پہلی دفعہ ۱۸۷۷ء میں ہوا تھا جبکہ ملکہ معظمہ مرحومہ نے قیصرِ ہند کا خطاب قبول کیا تھا۔ اور اسی سنہ میں روم اور روس کے درمیان ایک عظیم الشان معرکہ

صرف ایک اہم اور ضروری واقعہ درج کریں جو اُس سنہ میں واقع ہوا ہو۔ ایک سے زیادہ واقعات ایک سنہ کے مقابلہ میں ہرگز نہ لکھیں۔ تاکہ ابتدائی مشق کرنے میں آسانی ہو جب اِس قسم کی فہرست تیار ہو جائے تو دو دو سنہ پر ایک ساتھ توجہ کریں اور اُنہیں اتّصالِ وقت کا جو تعلّق ہے اُس پر غور کر کے اُن دونوں واقعات کو یاد کریں جو اُن دونوں سنوں کے مقابلہ میں درج کیے گئے ہیں۔ اِس طرح وہ تمام متّصل واقعات یاد ہو سکتے ہیں جو کسی مُلک کی تاریخ میں مندرج ہوں اور جن کے سنوں میں ایک کا فرق ہو۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اس فہرست میں کوئی ایسا سنہ اور اُسکا واقعہ درج نہ کیا جائے جو کسی اور سنہ سے جسمیں کوئی واقعہ ظہور میں آیا ہو ایک کا فرق نہ رکھتا ہو۔

تیسرا تعلّق اُن دو خیالوں کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلاتا ہے۔ نویں فصل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُن دونوں خیالوں کا ظہور ایک جگہ ہوا ہو۔ اِس عبارت میں ایک جگہ کے لفظ کو خیال میں رکھنا چاہیے کہ اِس سے کیا مُراد ہے۔ فرض کرو۔ ایک صفحہ میں دو باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ ایک تو مرض آتشک کا مُجرب نسخہ۔ دوسری سرکہ کی میٹھی چٹنی بنانے کی ترکیب۔ اِس مثال میں کہا جائیگا کہ آتشک کا نسخہ اور سرکہ کی چٹنی کی ترکیب ایک جگہ لکھی ہوئی ہے۔ اِسی طرح مثلاً اگر ایک شہر میں دو واقعے مختلف اوقات میں واقع ہوئے ہوں تو کہا جائیگا کہ وہ دونوں واقعے ایک جگہ ظہور میں آئے ہیں۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو پہلی مثال میں آتشک کا مجرب نسخہ صفحہ کے ایک خاص حصّہ میں اور سرکہ کی میٹھی چٹنی بنانے کی ترکیب اُس صفحہ کے دوسرے حصّہ میں لکھی ہوئی ہے۔ یعنی دونوں باتوں میں سے ہر ایک بات کے لیے صفحہ میں علیحدہ جگہ ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں ممکن ہے کہ پہلا واقعہ شہر کے شمالی میدان میں ظہور میں آیا ہو اور دوسرا واقعہ اُس شہر کے جنوبی حصّہ میں واقع ہوا ہو۔ یعنی دونوں واقعے ایک ہی

کیا ہو تو دوسرا خیال دوسرے سال میں ظاہر ہوا ہو۔ اور دونوں کے ظہور میں تیسرے سال کا فاصلہ نہ ہو۔ مثلاً ہم نے آن بجھے چونے پر پانی ڈالا جس کا اثر یہ ہوا کہ پانی ایک۔ دو لمحہ کے بعد کھولنے لگا اور چونا پھٹ کر کھیل کھیل ہونے لگا اور اُس میں سے گرم بھاپ نکلنے لگی۔ اِس مثال میں پانی ڈالنے کے بعد چونے میں سے گرم بھاپ کا نکلنا اِس طرح ظہور میں آیا ہے کہ دونوں واقعوں کے وقت متّصل ہیں۔ اگر ہم اس اتّصال وقت پر ادنیٰ غور کریں تو یہ دونوں واقعے بہ آسانی یاد رہ سکتے ہیں یا مثلاً پہلے مہینے میں ہمارے ایک دوست کی شادی ہوئی۔ دوسرے مہینے میں ہمارے ایک دوست کا انتقال ہو گیا۔ اِن دونوں واقعوں میں وقت کا اتّصال ہے۔ اگر اِس تعلق پر جو ان دونوں واقعوں کے درمیان ہے۔ اور جس سے ہماری مراد اتّصالِ وقت ہے ذرا سا غور کریں تو یہ دونوں واقعے ہم کو بے تکلّف یاد رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح مثلاً سنہ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں غدر کا ہنگامہ برپا ہوا اور سنہ ۱۸۵۸ء میں ملکۂ معظمہ نے ہندوستان کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان پر حکومت کرنے سے دست بردار ہوئی۔ ان دونوں واقعات میں وقت کا اتّصال ہے۔ اگر ہم اِس تعلق پر تھوڑی سی توجہ کریں تو یہ دونوں واقعات بہ آسانی ہم کو یاد رہ سکتے ہیں۔ اِس تعلّق کے استعمال سے بھی ہم تاریخ میں بہت زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور اسکے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ جس ملک کی تاریخ ہم کو یاد کرنی منظور ہے اُسکے واقعات کی ایک ایسی فہرست تیار کریں جس میں ایک سنہ اور دوسرے سنہ میں صرف ایک کا فرق ہو۔ پھر اس قسم کے دو دو سنہ ملا کر لکھیں اور ہر سنہ کے سامنے وہ واقعہ درج کریں جو اُس سنہ میں ہوا ہے۔ اس فہرست کے تیار کرنے میں دو باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔ اوّل تو یہ کہ دو سے زیادہ سنہ اس قسم کے پاس پاس نہ لکھے جائیں جن میں صرف ایک کا فرق ہو۔ مثلاً سنہ ۱۵۴۳ء۔ سنہ ۱۵۴۴ء۔ سنہ ۱۵۴۵ء بلکہ صرف دو سنہ پاس پاس لکھے جائیں۔ مثلاً سنہ ۱۵۲۴ء۔ سنہ ۱۵۲۵ء۔ پھر ہر سنہ کے سامنے

ہونا۔ پس ہمکو چاہیے کہ (۴۹۰) کا ہندسہ لکھکر اُسکے مقابلہ میں یہ الفاظ بطور خلاصہ واقعات کے درج کریں۔ رچرڈ کا جلوس۔ جنگ صلیبی۔ جب کسی کتاب کے صفحات اور اُسکے مضامین کی فہرست اس طرح تیار ہوجائے تو ہر صفحہ کے ہندسہ کے مقابل جو دو واقعے درج ہیں ہمکو اُن پر اور اُنکے اس تعلق پر تھوڑی دیر تک غور کرنا چاہیے کہ وہ دونوں واقعے ایک جگہ یعنی فلاں ہندسہ والے صفحہ میں لکھے ہوئے ہیں۔ یقین ہے کہ ہم کو وہ دونوں واقعے اس صفحہ کے ہندسہ کے ساتھ جسمیں کہ وہ دونوں واقعے مندرج ہیں یاد ہوجائینگے۔ اسی طرح کتاب کے تمام صفحات کے مضامین ازبر ہوتے جائینگے تاریخ میں ایسے واقعات بہت سے لکھے ہوئے ہیں جو مختلف اوقات میں ایک ہی ایک مقام میں ظہور میں آئے ہیں۔ اگر ہم ایسے واقعات کی ایک فہرست تیار کرلیں یعنی پہلے مقام کا نام لکھیں۔ پھر اُسکے سامنے دو واقعے لکھیں جو مختلف اوقات میں اُس شہر میں واقع ہوئے۔ تو اس قسم کے تمام واقعات اسی قاعدہ پر عمل کرنے سے ہمکو بہ آسانی یاد ہوسکتے ہیں۔ اس فہرست میں بھی یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ابتدائی مشق میں ہر مقام کے نام کے سامنے صرف دو واقعے درج کیے جائیں پھر جب زیادہ واقعات کے یاد کرنے کے مشق ہوجائے تو دو سے زیادہ واقعات درج کرکے نئی فہرست بنالیں چونکہ اس قسم کے واقعات میں یہ تعلق ہوتا ہے کہ وہ ایک جگہ ظہور میں آئے ہیں اسلیے اُس تعلق یعنی اتحاد مکانی پر تھوڑی دیر تک غور کرنے سے وہ بے تکلف یاد ہوجاتے ہیں۔ غرضکہ اس تعلق کے استعمال کرنے کے ہم بہت سے موقع نکال سکتے ہیں اور ہزارہا علمی مسائل اور تاریخی واقعات اسی کی مدد سے یاد کرسکتے ہیں۔

چوتھا تعلق اُن خیالات کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلا سکتا ہے۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ اُن دونوں خیالوں میں سے ایک خیال جس جگہ ظہور میں آیا ہو وہ جگہ اُس جگہ سے قریب ہو جسمیں دوسرے

خاص جگہ میں ٹھہرے ہوئے ہوں نہ آئے ہوں۔ تاہم آسانی کے لیے شہر کو ایک جگہ اور صفحۂ کتاب کو ایک جگہ فرض کر لیا گیا ہے۔ اس تعلق کا استعمال ہم کئی طرح کر سکتے ہیں۔ مثلاً ہمارے کمرے میں ایک الماری۔ دو خانہ دار میزیں۔ تین صندوق اور ایک صندوقچہ رکھا ہوا ہے۔ صندوقچہ میں سونے کا زیور اور چند پرامیسری نوٹ رکھے ہیں۔ الماری کے ۲ دو حصّوں میں سے ایک حصّہ میں برتن اور ایک حصّہ میں کپڑے رکھے ہوئے ہیں۔ خانہ دار میزوں کے خانوں اور صندوقوں کے اندر مختلف چیزیں ہیں۔ اس مثال میں اگر ہم خیال کریں کہ سونے کا زیور اور پرامیسری نوٹ دونوں صندوقچہ میں ہیں اور اسلیے ایک جگہ رکھے ہیں اور اُن دونوں کے اس تعلّق پہ تھوڑا سا غور کریں تو اس وجہ سے کہ اُن دونوں چیزوں میں اتّحادِ مکانی کا تعلّق ہے۔ دونوں چیزیں ہم کو بآسانی یاد رہ سکتی ہیں۔ اسی طرح اگر ہم خیال کریں کہ الماری کے ایک حصّہ میں کپڑے اور ایک حصّہ میں برتن ہیں۔ اور اسلیے یہ دونوں چیزیں ایک جگہ یعنی الماری میں ہیں۔ اور اِن دونوں چیزوں میں اتّحادِ مکانی کا تعلّق ہے

تو ہم اِن دونوں چیزوں کو بے تکلّف یاد رکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح فرض کرو کہ ہم ایک کتاب کے اہم مضامین کو یاد رکھنا چاہتے ہیں۔ اسکی آسان ترکیب یہ ہے کہ کتاب کے صفحات کے ہندسے ایک کاغذ پر لکھ لو۔ پھر ہر ہندسہ کے سامنے دو مضمون درج کرو جو اُس ہندسہ والے صفحہ میں سب سے زیادہ اہم ہوں۔ ۲ دو سے زیادہ مضامین ایک صفحہ ہندسہ کے سامنے نہ لکھو تاکہ ابتدائی مشق کرنے میں آسانی ہو۔ مگر دو مضمون جو ہر صفحہ میں سے لیے جائیں ایسے ہونے چاہئیں جن کے یاد رہنے سے سارے صفحے کا مضمون یاد آجائے۔ دو مضمون میں مضمون کے لفظ سے ہماری مراد ہر مضمون کا ایسا خلاصہ ہے جو دو تین لفظوں میں بطورِ عنوان کے آجائے۔ مثلاً فرض کرو۔ کتاب تاریخ انگلستان کے ایک صفحہ میں جسکا ہندسہ (۴۹۰) ہے دو واقعات بہت اہم ہیں۔ ایک تو رچرڈ شیر دل شاہ انگلستان کی تخت نشینی۔ دوسرے بیت المقدس میں صلیبی لڑائیوں کا شروع

مضامین یاد کرنے میں ہم اس تعلق کا استعمال اسطرح کر سکتے ہیں کہ پہلے ہر صفحہ کے مطالب کا خلاصہ ایک عنوان میں کریں۔ پھر دو دو قریب کے صفحوں اور اُنکے مضامین پر ایک ساتھ غور کریں۔ اور ہر دو صفحہ کے قریب ہونے کے تعلق پر متوجہ ہوں۔ ایسا کرنے سے ہم کو آسانی کے ساتھ قریب کے دو دو صفحوں کے مضامین یاد ہو جائینگے۔ مگر ہر اگلے دو صفحوں میں سے آخری صفحہ کو ہر پچھلے دو صفحوں میں شامل کر کے اُنکے تعلق پر غور کریں۔ مثلاً اگر ہم نے صفحہ (۷۵ و ۷۶) کے مضامین اور اُنکے اس تعلق پر توجہ کی ہے کہ وہ دونوں قریب قریب ہیں تو آگے چلکر ہم کو صفحہ (۷۷ و ۷۸) پر غور کرنا نہیں چاہیے بلکہ صفحہ (۷۶ و ۷۷) کے مضامین اور اُن کے اس تعلق پر توجہ کرنی چاہیے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے قریب ہیں۔ اگر ہم ایسا کرینگے تو کتاب کے تمام مضامین ہم کو مسلسل طور پر یاد ہو جائینگے۔ ورنہ مضامین یاد کرنے میں بے ترتیب رہینگے۔ اور ہر دو نئے صفحوں کے تعلق پر غور کرنے سے ذہن پریشان ہو جائیگا۔ نیز یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہر صفحہ میں صرف ایک مضمون انتخاب کیا جائے۔ ایک سے زیادہ مضامین انتخاب نہ کیے جائیں اور وہ ایک مضمون ایسا ہو کہ اُسکے یاد آنے سے صفحہ کے تمام مطالب یاد آجائیں۔

پانچواں تعلق اُن خیالات میں جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کی طرف اشارہ کرے۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ اُن دونوں خیالوں میں علّت اور معلول کا تعلق ہو یعنی اُن دونوں خیالوں میں سے ایک خیال دوسرے خیال سے پیدا ہوا ہو اور اسلیے پہلا خیال معلول اور دوسرا خیال اس معلول کی علّت ہو۔ اِس عبارت میں الفاظ علّت اور معلول کے معنی ہم ترقی ذہن کی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں۔ اسلیے اُن معنوں کے دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تعلق ایسا عجیب ہے کہ اسکے یاد رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ خود بخود یاد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی باعث ہے کہ ہزاروں آدمی دُنیا کے مختلف واقعات

خیال نے ظہور کیا ہو۔ اس عبارت میں ایک جگہ کے دوسری جگہ سے قریب ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دونوں لازمی طور پر ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں۔ بلکہ عام طور سے قریب ہونے کے جو معنی سمجھے جاتے ہیں وہی معنی اس عبارت میں مراد لیے گئے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ جاپان چین سے قریب ہے۔ فرانس اور انگلستان ایک دوسرے سے قریب ہیں۔ شاہدرہ دہلی سے قریب ہے۔ گولکنڈہ حیدرآباد دکن سے قریب ہے۔ اس تعلق کا نہایت عمدہ استعمال جغرافیہ میں ہو سکتا ہے۔ تاریخ میں اس تعلق کے استعمال سے اچھی طرح ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جغرافیہ میں اس تعلق کا استعمال اس طرح ہو سکتا ہے کہ مثلاً ہم کو ایک صوبہ کے مختلف شہروں کی تجارتی چیزیں یاد کرنی ہیں۔ اوّل ہم کو چاہیے کہ اس صوبہ کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں۔ پھر شمال کی طرف سے جنوب کی طرف چلنا شروع کریں۔ شمال کی طرف جو پہلا شہر ہے اور اسکے قریب جنوب کی طرف جو دوسرا شہر ہے۔ ان دونوں شہروں کے مقامِ وقوع پر غور کریں۔ فرض کرو کہ پہلے شہر میں لوہے کی تجارت ہوتی ہے اور دوسرے شہر میں کپڑے کی تجارت۔ دونوں قسم کی تجارت کے مرکزوں میں اسکے سوا اور کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے سے قریب واقع ہیں۔ اس تعلق پر غور کرنے سے ہمکو بہ آسانی یہ بات یاد ہو جائیگی کہ لوہے کی تجارت کہاں ہوتی ہے اور کپڑے کی تجارت کہاں۔ اب ہم آگے چلینگے اور فرض کرو کہ دوسرے شہر سے قریب جنوب میں ایک اور شہر ہے جہاں شیشہ آلات کی تجارت ہوتی ہے۔ اس تیسرے شہر اور دوسرے شہر کے مقامِ وقوع پر غور کرینگے اور دونوں کے قریب ہونے کے تعلق پر توجہ کرنے سے ہمکو یہ بات بے تکلف یاد ہو جائیگی کہ کپڑے کی تجارت کہاں ہوتی ہے اور شیشہ آلات کی تجارت کہاں۔ اسی طرح تمام صوبہ کے شہر جن میں مختلف قسم کی چیزوں کی تجارت ہوتی ہے۔ ہم کو آسانی کے ساتھ ان تجارتی چیزوں کے ساتھ یاد ہو جائینگے جنکی تجارت کا مرکز ان شہروں میں ہے۔ کسی کتاب کے

یاد دلا سکتا ہے۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ اُن دونوں خیالوں میں سے ایک خیال کُل ہو اور دوسرا خیال اُس پہلے خیال کا جز ہو۔ اس تعلّق کی مثال یہ ہے کہ مثلاً قطرہ دریا کا جز ہے۔ کیونکہ دریا بہت سے قطروں سے مِلکر بنا ہے۔ اور وہ کُل ہے۔ گُل گلفروش کا جز ہے۔ کیونکہ لفظ گُل گلفروش میں داخل ہے اور اسلیے گلفروش کا لفظ کُل ہے۔ اِس تعلّق کا نہایت عمدہ استعمال کسی زبان کے سیکھنے میں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہر زبان میں یا تو مرکّب الفاظ اُن مفرد الفاظ کے مِلنے سے بن جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک لفظ با معنی ہوتا ہے۔ یا مُفرد لفظ پر جو با معنی ہوتا ہے کچھ ایسے حروف بڑھائے جاتے ہیں جو علیحدہ ہونے کی حالت میں کوئی معنی نہیں رکھتے مگر جب اُس مفرد لفظ کے ساتھ ملتے ہیں تو اُسکے معنوں کو بدل ڈالتے ہیں۔ مثلاً ناچ گھر کا لفظ جو مرکّب ہے دو مفرد لفظوں ناچ اور گھر سے مِلکر بنا ہے۔ جس میں سے ہر ایک لفظ با معنی ہے۔ سنگار میز کا لفظ بھی مرکّب ہے جو دو مفرد لفظوں سنگار اور میز کے ملنے سے بنا ہے اور ان دونوں مفرد لفظوں میں سے ہر ایک با معنی ہے مزدور بھی ایک مرکّب ہے جو دو مفرد لفظوں مُزد اور ور سے مِلکر بنا ہے۔ انمیں سے پہلا لفظ مُزد با معنی ہے جسکے معنے اُجرت کے ہیں۔ دوسرا لفظ ور اگر علیحدہ رہے تو اِسکے کچھ معنی نہیں ہیں لیکن جب مُزد کے ساتھ مِلایا جائے تو اُسکے معنوں کو بدل ڈالتا ہے اور سارے لفظ کے معنی اُجرت پر کام کرنے والے کے ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح خدمتگار کا لفظ ایک مُرکّب لفظ ہے جو دو مفرد لفظوں خدمت اور گار سے ملکر بنا ہے۔ خدمت ایک با معنی لفظ ہے اور گار اگر علیحدہ رکھا جائے تو اُسکے کچھ معنی نہیں ہیں لیکن جب وہ خدمت کے لفظ کے ساتھ مِلایا جاتا ہے تو اُسکے معنوں کو بدل ڈالتا ہے اور سارے لفظ کے معنے خدمت کرنے والے کے ہو جاتے ہیں۔ وہ بے معنے حروف جو با معنی مُفرد لفظوں کے ساتھ ملکر اُن کے معنوں کو بدل ڈالتے ہیں بعض دفعہ مُفرد لفظوں کے ساتھ اِس طرح آتے ہیں کہ مُفرد الفاظ مادے

یاد رکھتے ہیں اور اِن میں بعض واقعات کو علتیں اور بعض واقعات کو اُن علتوں کے معلول قرار دیتے ہیں۔ گو کہ ہمیشہ اُن کی رائے صحیح نہیں ہوتی اور جنکو وہ علت معلول سمجھتے ہیں وہ درحقیقت علت ومعلول نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض دفعہ تو اُس معلول کی کوئی اور علت ہوتی ہے۔ جسکے لیے وہ کوئی خاص علت قرار دیتے ہیں اور بعض دفعہ اُس علت کا کوئی اور معلول ہوتا ہے جسکے لیے وہ کوئی خاص معلول قرار دیتے ہیں جس قسم کی غلطیاں علت اور معلول کے قرار دینے میں عام آدمی کرتے ہیں اُن کو ہم ذہن کی ترقی کی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں۔ مگر یہاں صرف اس بات کا جتانا منظور ہے کہ عام آدمی جن واقعات میں غلطی سے۔ یا اصابت رائے کے ساتھ علت ومعلول کا تعلق سمجھ لیتے ہیں۔ اُن کو یاد خوب رکھتے ہیں۔ اِس تعلق کی بہت سی مثالیں ہم اُن فصلوں میں لکھ چکے ہیں جن میں ہم نے ذہن کی ترقی کی تدبیروں کا ذکر کیا ہے۔ یہ تعلق اگر اُن قاعدوں پر لحاظ کر کے جو اُن فصلوں میں مذکور ہیں۔ استعمال میں لایا جائے تو اس سے صرف حافظہ ہی کو ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ ذہن کو بھی جس سے ہماری مُراد قوتِ مجوزہ ہے۔ ساتھ ساتھ ترقی ہوتی ہے۔ پس بہ نسبت دیگر تعلقات کے اِس تعلق کا دو دو واقعات میں تلاش کرنا اور بموجب اُن قواعد کے جن کا بیان ہم اُن فصلوں میں کر چکے ہیں۔ جن میں ذہن کو ترقی دینے کے طریقے لکھے گئے ہیں صحت کے ساتھ یہ دریافت کر لینا کہ وہ دونوں واقعات حقیقت میں علت ومعلول ہیں۔ زیادہ مفید ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس تعلق کی مشق بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اوّل آسانی کے لیے صرف دو دو واقعات جن میں علت ومعلول کا رشتہ ہو اُن کے اس تعلق پر غور کر کے یاد کریں۔ پھر دو سے زیادہ واقعات کو جو اسی قسم کے ہوں یاد کرنے کی مشق بڑھائیں ایسا کرنے سے بے حد فائدہ ہوگا۔ اور ذہن اور حافظہ دونوں کو ترقی ہوگی ◆

چھٹا تعلق اُن خیالات کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو

خیال کو یاد دلا سکتا ہے۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ اُن دونوں خیالوں میں سے ایک خیال دوسرے خیال کے وسیلہ سے ظہور میں آیا ہو۔ مگر اُن میں ایسا تعلق نہ ہو جیسا کہ علت اور معلول کے درمیان ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اُن خیالات کے درمیان ایسا تعلق ہوگا کہ اُن میں سے ایک خیال علت اور دوسرا خیال اُس علت کا معلول ہوگا تو یہ تعلق وہی پانچواں تعلق ہوگا جسکا بیان ہم ابھی کر چکے ہیں۔ وسیلہ کا لفظ اکثر اُس امداد پر بولا جاتا ہے جو اُس چیز کو جس میں علت بننے اور کسی معلول کو پیدا کرنے کی قابلیت ہے۔ ایسی حالت میں لے آئے کہ اُس علت سے اُسکا معلول پیدا ہو سکے۔ مثلاً پانی اور اَن بجھے چونے کو ملانے سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اس مثال میں پانی اور اَن بجھے چونے کا ملنا علت اور حرارت معلول ہے۔ پہلے پانی علیحدہ تھا اور اَن بجھا چونا بھی جدا رکھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے دونوں کو ملا دیا۔ تو میرا ہاتھ وسیلہ ہے۔ تمام وہ شرائط جنکے ہونے سے علتیں اپنے معلولوں کو پیدا کرتی ہیں وسیلے ہیں۔ اگر اُن شرائط کو یاد رکھنا منظور ہو تو اس تعلق کو استعمال کرتے ہیں۔ اس تعلق سے زیادہ تر علوم طبعیہ میں کام پڑتا ہے۔ اور یہ بات بے تکلف کہی جا سکتی ہے کہ علم و عقل کو ترقی دینے کے لیے جس طرح پانچویں تعلق کی ضرورت ہے اسی طرح اس تعلق کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

آٹھواں تعلق اُن خیالات کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلا سکتا ہے۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ دونوں خیال متشابہ ہوں۔ یعنی ایک خیال دوسرے خیال سے بعض باتوں میں ملتا جلتا ہو۔ یہ تعلق بہت زیادہ عام اور کثیر الاستعمال ہے۔ بچپن سے ہر شخص مشابہت کا خیال کرتا ہے۔ مثلاً جب کوئی بچہ ایک بکری کی شکل دیکھتا اور اُس کا نام بکری سنتا ہے تو دوسری دفعہ کسی اور بکری کو دیکھتے ہی اُسکے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جانور بھی بکری ہے۔ کیونکہ اس کی شکل اُس جانور سے مشابہ ہے جس کا نام میں نے

کہلاتے ہیں اور مرکب لفاظ جو بے معنی حروف اور مادّوں کے مِل جانے سے تیار ہوتے ہیں اُن مادّوں کے مشتق کہلاتے ہیں۔ مثلاً رَو کے معنے جانے کے ہیں جو ایک بامعنی مفرد لفظ ہے۔ اسکے ساتھ آخر میں تین بے معنی حروف (ن - د - ہ) شامل کرنے سے رونده بن جاتا ہے جسکے معنی جانیوالے کے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں رَو مادّہ اور رونده اُس مادّہ کا مشتق ہے۔ اِسی طرح مثلاً طلب ایک بامعنی مفرد لفظ ہے۔ اِسکے پہلے حرف سے پہلے میم بڑھاؤ۔ اور آخر حرف سے پہلے واؤ تو مطلوب کا لفظ بن جاتا ہے جسکے معنی ہیں طلب کیا ہوا۔ اِس مثال میں طلب مادّہ ہے اور مطلوب اس مادّہ کا مشتق ہے۔ چونکہ مفرد لفظ مرکب لفاظ کے جزء ہوتے ہیں اور مرکب لفاظ کل ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح مادّے مشتق الفاظ میں بطور جزء کے شامل ہوتے ہیں۔ اِس لیے مرکب اور مشتق لفظوں کو اگر ہم اُنکے مفردوں اور مادّوں کے ساتھ یاد کرنا چاہیں تو اِس تعلق کا استعمال اُنکے یاد کرنے میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک مفرد لفظ کو ہم خیال کریں اور اُسکے ساتھ اُس مرکب لفظ کو خیال میں لائیں جسمیں وہ مفرد لفظ شامل ہے۔ پھر مفرد اور مرکب لفظوں کے اِس تعلق پر توجہ کریں کہ اُن میں سے ایک جزء ہے اور دوسرا کل ہے تو وہ الفاظ بآسانی یاد ہو جائینگے۔ اِسی طرح اگر ہم ایک مادّہ اور اُسکے مشتق کو لیں اور دونوں کے اس تعلق پر خیال کریں کہ اُن میں سے ایک جزء اور دوسرا کل ہے تو وہ دونوں الفاظ ہم کو بآسانی یاد ہو جائیں گے۔ مگر ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ایک مادّہ کے ساتھ اوّل ایک مشتق لیں۔ ایک سے زیادہ مشتق نہ لیں۔ جب ایک سے زیادہ مشتقات کے یاد کرنے کی مشق ہو جائے تو ایک مادّہ کے ساتھ کئی کئی مشتقات یاد کیے جائیں۔ مادّوں کے ساتھ مشتقات کے یاد کرنے سے کسی زبان کو ہم بہت جلد سیکھ سکتے ہیں۔

ساتواں تعلق اُن خیالات کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے

ہو جائیگا۔ اجنبی زبان کے جو الفاظ اِس قسم کے نہ ہوں کہ وہ مادری زبان کے الفاظ سے ملتے جلتے ہوں اور اجنبی زبان کے جو قواعدِ صرف و نحو ایسے نہ ہوں کہ مادری زبان کے قواعدِ صرف و نحو سے ملتے جلتے ہوں اُنکے یاد کرنے میں دیگر قواعد سے کام لیں۔ کیونکہ اُن میں یہ تعلّق جاری نہیں ہو سکتا۔ زبان کے علاوہ تمام علوم میں جو کلیّے اور قاعدے باہم مشابہت رکھتے ہوں وہ سب اِسی تعلّق کے استعمال کرنے سے یاد ہو سکتے ہیں ۔

نواں تعلّق اُن خیالات میں جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلا سکتا ہے۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ دونوں خیال ایک دوسرے کی ضد ہوں یعنی اُن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کے برخلاف ہو۔ اِس تعلّق کی مثال یہ ہے کہ مثلاً پرندے ہوا میں اُڑتے ہیں۔ مچھلیاں دریا میں تیرتی ہیں۔ اِس مثال میں پرندوں اور مچھلیوں کی دو مختلف خاصیتیں بیان کیگئی ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ کیونکہ پرندے دریا میں تیر نہیں سکتے۔ اور مچھلیوں کو ہوا میں اُڑنا دشوار ہے۔ سیاہ اور سفید۔ اندھیرا۔ اور روشنی۔ دھوپ اور سایہ۔ رات اور دن کے الفاظ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اِس تعلّق کا خیال کرنے سے بھی وہ تمام اشیا۔ الفاظ اور واقعات جو ایک دوسرے کی ضد ہوں بے تکلّف یاد ہو سکتے ہیں۔ اِس تعلّق کا استعمال آٹھویں تعلّق کی طرح زبانوں اور مختلف علوم کے سیکھنے میں آسانی سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی زبان سیکھنی ہو تو اُسکے ایسے الفاظ چن لو جنکے معنوں میں تضاد ہے۔ یعنی ایک معنے دوسرے معنوں کے برخلاف ہوں۔ ایسی فہرست تیار کرنے کے بعد وہ دو لفظ لیتے جاؤ اور اُنکے درمیان ضد ہونے کے تعلّق پر غور کر کے اُن کو یاد کرتے جاؤ۔ اِسی طرح علم حیوانات اور نباتات میں جن درختوں اور جانوروں کے خواص اور نشانات ایکدوسرے کے برخلاف ہوں اُنکی فہرست تیار کر لینے سے بآسانی اُنکے مختلف خواص یاد ہو سکتے ہیں۔ اجنبی زبان کی

بکر ہی سنا تھا۔ جب ہم کسی شخص کی تصویر دیکھتے ہیں تو فوراً اُس شخص کی طرف ہمارا ذہن منتقل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تصویر اور اُس شخص کے درمیان مشابہت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب دو شخص شکل صورت اور قد و قامت میں مشابہ ہوتے ہیں تو ایک کو دیکھکر دوسرے کا خیال فوراً آجاتا ہے۔ یہ اشخاص ہی پر موقوف نہیں بلکہ جن دو چیزوں میں آپس میں مشابہت ہوتی ہے وہ اپنی مشابہت کے سبب سے جلد یاد ہو جاتی ہیں مثلاً انگریزی لفظ مَدَر (ماں) اور فارسی لفظ مادر (ماں) دونوں کے حروف ملتے جلتے ہیں اور اُنکے معنی بھی متحد ہیں۔ انگریزی لفظ کلَب (جلسہ) اور عربی لفظ کلْب (کتّا) ملتے جلتے ہیں۔ مگر اُنکے معنوں میں اختلاف ہے۔ یہ تعلق اجنبی زبانوں کے سیکھنے میں کار آمد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کسی زبان کے سیکھنے میں ایک تو الفاظ کے یاد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسرے اُس زبان کی صرف و نحو یاد کرنی ہوتی ہے۔ الفاظ کے یاد کرنے میں تو اِس تعلق کا استعمال اِس طرح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ اجنبی زبان کے چھانٹ لیے جائیں جو مادری زبان کے الفاظ کے ساتھ مشابہ اور متحد المعنی۔ یا مشابہ اور مختلف المعنی ہوں۔ جب اس قسم کی فہرست تیار ہو جائے تو دو دو لفظوں پر غور کریں جن میں سے ایک لفظ اجنبی زبان کا ہو اور دوسرا لفظ مادری زبان کا۔ چونکہ دونوں میں مشابہت کا تعلق ہوگا۔ اِسلئے وہ لفظ اجنبی زبان کا بے تکلف یاد ہو جائیگا۔ خواہ اُسکے معنی مادری زبان کے مشابہ لفظ کے معنوں سے ملتے جلتے ہوں۔ یا ملتے جلتے نہ ہوں۔ اسی طرح ایک فہرست اجنبی زبان کی اُن قواعدِ صرف و نحو کی بھی تیار کریں جو مادری زبان کے قواعد صرف و نحو سے مشابہ ہوں۔ پھر دو دو قاعدوں کو لیں جن میں سے ایک قاعدہ اجنبی زبان کی صرف و نحو کا ہو اور دوسرا قاعدہ مادری زبان کی صرف و نحو کا۔ چونکہ اُن میں مشابہت ہوگی اسلیے اِس مشابہت کے تعلق پر غور کرنے سے اجنبی زبان کا قاعدہ یاد

ہم نہایت عمدہ طور سے انھیں علوم میں جاری کر سکتے ہیں اور ایسے ہی واقعات کے یاد کرنے میں اس تعلق کا استعمال ہو سکتا ہے۔ مگر خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اوّل ایسے ہی واقعات کے یاد کرنے کی مشق کرنی چاہیے۔ جن میں سے ایک واقعہ علّت اور دو واقعے اُس علّت کے معلول ہوں یعنی ایک علّت کے دو سے زیادہ معلول نہ ہوں اگر زیادہ معلول ہونگے تو ابتدائی مشق میں دقّت اور دشواری پیش آئیگی اور یاد کرنے والے کا ذہن منتشر اور پراگندہ ہو جائیگا۔ مگر جب خوب مشق ہو جائے۔ تو زیادہ معلولات کا لینا اور اُنکے اِس تعلق پر توجہ کرنا کہ وہ سب ایک ہی علّت کے معلول ہیں یاد کرنے میں مطلق خلل انداز نہ ہوگا۔ چونکہ اس تعلّق کا استعمال بھی اُن علوم میں ہوتا ہے جن میں قدرت کے اسرار کی تفتیش کی جاتی ہے۔ اِسلیے پانچویں تعلق کی طرح یہ تعلّق بھی ذہن اور حافظہ دونوں کو ایک ساتھ ترقی دیتا ہے۔ جس طرح ایک علّت کے کئی معلول ہو سکتے ہیں اِسی طرح ایک معلول کئی علّتوں سے پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ فصل (۳۰) میں ہم نے اس کی مثال بھی دی ہے۔ اِس صورت کو ہم نے علیحدہ بیان نہیں کیا۔ بلکہ اسکو پانچویں تعلّق میں شامل رکھا ہے۔ لیکن اگر ضرورت ہو تو اسکو ایک علیحدہ تعلق فرض کر کے ہم اُسی طرح مشق کر سکتے ہیں جس طرح کہ ہم نے دسویں تعلق کی نسبت بیان کیا ہے۔

گیارھواں تعلق اُن خیالات کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کی طرف اشارہ کرتا ہوا اور اُسکو یاد دلاتا ہو۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ دونوں خیال ایسے ہوں کہ اُن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کی علامت ہو۔ یہ تعلّق مختلف زبانوں کے حروفِ تہجّی اور ہندسوں کے سیکھنے میں بہت کار آمد ہے۔ کیونکہ حروف کی شکلیں جو لکھی جاتی ہیں وہ اُن حروف کی آوازونکو تعبیر کرتی ہیں اور اِسلیے وہ اُن حروف کے لیے بطور علامت کے ہیں۔ اِسی طرح ہندسے خاص خاص گنتیوں کو تعبیر کرتے ہیں اور اِسلیے وہ اُن گنتیوں کے لیے

صرف ونحو کے وہ قاعدے بھی جو مادری زبان کی صرف نحو کے قاعدوں سے مختلف ہوں اِسی طرح یاد ہو سکتے ہیں۔ ہر علم میں تقسیم و ترتیب کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ تقسیم و ترتیب سے علمی مسائل کو ذہن آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔ اور اُنکے یاد کرنے میں حافظہ کو مطلق پریشانی نہیں ہوتی۔ پھر جب اِس بات کا خیال کروگے کہ تقسیم و ترتیب کا مدار مشابہت اور اختلاف پر ہے تو آٹھویں اور نویں تعلّق کی تمھارے دل میں بیحد قدر پیدا ہوگی۔ کیونکہ یہ دونوں تعلّق اُن تمام اشیاء اور قواعد وغیرہ پر جاری ہوتے ہیں جن میں مشابہت۔ یا اختلاف ہے۔ دنیا کی چیزوں کو باقاعدہ تقسیم کرنے اور اُنکو ترتیب دینے سے ذہن اور حافظہ دونوں کو ترقی ہوتی ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اشیاء کِن کِن باتوں میں مشابہت رکھتی ہیں اور کِن کِن باتوں میں اُنکے درمیان اختلاف ہے تو ہم اُنکو بہت آسانی سے تقسیم کر سکتے اور ترتیب دے سکتے ہیں۔ اسی عمل سے ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اسی عمل سے ہماری یادداشت ترقی کر سکتی ہے۔

دسواں تعلّق اُن خیالات کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے خیال کی طرف اشارہ کرتا اور اُسکو یاد دلاتا ہے۔ نویں فصل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دونوں خیال ایک ہی علّت کے معلول ہوں یعنی دونوں کے پیدا ہونے کا سبب کوئی تیسرا خیال ہو اور یہ دونوں خیال اس سبب کے نتیجے ہوں۔ فصل (۳) جہاں ہمنے علّت و معلول پر بحث کی ہے۔ اُس میں نمبر (۵) کی ذیل میں اس تعلّق کی یہ مثال بیان کی گئی ہے کہ مثلاً اگر کسی شخص کی کمر میں ضرب شدید لگے اور اِس ضرب سے اُس شخص کے بدن کے عضلات میں تشنّج ہونے لگے اور وہ شخص جسکی کمر پر ضرب لگی ہے نامرد ہو جائے تو ضرب شدید اِس مثال میں علّت ہوگی اور مضروب کے بدن کے عضلات میں تشنّج ہونا اور اُس کا نامرد ہو جانا اُس علّت کے دو معلول ہونگے۔ چونکہ علومِ طبیعیہ میں ایسے بہت سے واقعات بیان کیے جاتے ہیں جن میں ایک واقعہ بطور علّت کے اور کئی اور واقعات بطور اُس علّت کے معلولات کے ہوتے ہیں۔ اِسلیے اُس تعلّق کا

خیال کو یاد دلا سکتا ہے۔ نویں فصل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ دونوں خیال ایک ہی آواز سے تعبیر ہو سکتے ہوں۔ اس تعلق سے دو خیالوں کا ہم آواز ہونا مراد ہے۔ مثلاً قدم اور عدم ہم آواز ہیں۔ صندوق اور بندوق ہم آواز ہیں۔ ہم آواز کو ہم وزن بھی کہا جاتا ہے۔ انسان کے کانوں پر ہم آواز۔ یا ہم وزن الفاظ۔ یا جملوں۔ یا مصرعوں کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظم ہمیشہ سے انسان کو مرغوب رہی ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی قوم ایسی ہو جس میں شاعری اور موسیقی کا چرچا نہ ہو۔ ہر ایک شخص کا حافظہ گیتوں و اشعار کو بہت ہی جلد گرفت کرتا ہے۔ جب کوئی مصیبت مثلاً قحط۔ یا جنگ۔ یا وبا کسی قوم پر نازل ہوتی ہے تو اسکو اکثر گیتوں میں بیان کیا جاتا ہے اور وہ گیت برسوں تک گائے جاتے ہیں۔ بعض قوموں میں گانا عبادت میں داخل ہے۔ چونکہ نظم کے تمام اشعار اور اشعار کے تمام مصرعے ہموزن ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ بہت جلد یاد ہو جاتے ہیں اگرچہ تمام قوموں کی شاعری میں قافیہ کی قید نہیں ہے۔ مگر جن قوموں کی شاعری میں یہ قید ہے۔ اُن کے اشعار اور بھی زیادہ مرغوب ہوتے ہیں۔ جب ہر شعر میں ایک ہی جیسے قافیے آتے ہیں تو کانوں کو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ نثر کا بھی یہی حال ہے۔ جس نثر میں قافیہ اور وزن کا خیال رکھا جاتا ہے یعنی ایک فقرہ کے الفاظ دوسرے فقرہ کے الفاظ کے ساتھ ہموزن اور مقفّی ہوتے ہیں وہ نثر بھی بہ نسبت سادہ نثر کے بہت جلد یاد ہو جاتی ہے۔ سادہ نثر کی نسبت مقفّی اور مسجّع نثر کو اور مسجّع نثر کی نسبت غیر مقفّی نظم کو اور غیر مقفّی نظم کی نسبت مقفّی نظم کو ہمارا ذہن بہت جلد قبول کرتا ہے۔ زبور نظم میں ہے۔ قرآن مجید کی نثر مقفّی ہے۔ اسی سبب سے وہ جلد یاد ہو جاتے ہیں۔ اس گُر سے متقدمین خوب واقف تھے۔ اسی لیے انھوں نے ہر علم اور فن کو نظم کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ چنانچہ عربوں میں اس کام کیلیے ایک خاص وزن تھا جسمیں ہر علم کے مسائل کو وہ بے تکلف نظم کر لیتے تھے۔ ایسی

بطور علامت کے ہیں۔ ریاضی کی شاخوں میں مختلف زبانوں کی فرہنگوں میں۔ مذہبی کتابوں میں اور مختصر تحریروں میں بھی خاص خاص طرح کی علامتیں ایجاد کی گئی ہیں۔ جن میں سے ہر علامت سے ایک خاص مطلب ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح عبارت کو صحیح پڑھنے اور غلط عبارت کو صحیح کرنے کے لیے بھی خاص خاص اشارے قرار دیے گئے ہیں۔ اور وہ سب اشارے خاص خاص باتوں کو تعبیر کرتے ہیں۔ ان تمام علامات و اشارات کو اُن مطالب کے ساتھ جنکے لیے وہ ایجاد کیے گئے ہیں۔ یہی تعلق ہوتا ہے۔ جب ہم کسی علامت کو اُس مطلب کے مقابلے میں رکھکر جسکے لیے وہ علامت قرار دی گئی ہے۔ دونوں کے اِس تعلق پر غور کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی وہ علامت ہماری نظر کے سامنے آتی ہے فوراً وہ مطلب جسکے لیے وہ علامت ہے ہمارے ذہن میں آجاتا ہے۔ مثلاً + جمع کی علامت ہے۔ ÷ تقسیم کی علامت ہے۔ Δ یونانی حرف ڈلٹا کے لیے ایک علامت ہے جو ڈال کی آواز دیتا ہے۔ IV رومی ہندسہ ہے جو چھ کی گنتی کو ظاہر کرتا ہے۔ ت ایک حرف ہے جو اُردو زبان کی فرہنگوں میں ترکی زبان کی علامت ہے جس لفظ کے آگے یہ حرف لکھا ہوا ہو اُس سے مراد یہ ہے کہ یہ لفظ ترکی زبان کا ہے۔ ○ قرآن مجید میں آیت کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ ؐ حرف صلعم کی تخفیف ہے اور اس سے پوری عبارت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ ¶ یہ علامت اِس بات کی ہے کہ عبارت کا ایک حصہ تمام ہوا ایسے حصہ کو پیراگراف کہتے ہیں۔ ₰ جب عبارت کو صحیح کرنے کے وقت کسی لفظ پر لکیر کھینچکر اسکو حاشیہ پر لے جائیں اور اسطرح کی علامت حاشیہ پر بنا دیں تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ لفظ غلط ہے۔ اِسکو کاٹ دو۔ حیار ایک رقم ہے۔ جو پانچسو کی گنتی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ چند مثالیں غالباً کافی ہونگی ؛

بارھواں تعلق اُن خیالات کے درمیان جن میں سے ایک خیال دوسرے

اِس بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر نظم پر توجّہ کی جائے اور وہ مضامین جن کا یاد کرنا طالب علموں کو مشکل ہوتا ہے۔ اُسکے سانچے میں ڈھال دیے جائیں تو وہ روکھے پھیکے مضامین دلچسپ ہو جائینگے اور آسانی سے یاد ہوتے چلے جائینگے۔ اسکول میں وہ مضامین جو دِقّت سے یاد ہوتے ہیں۔ تاریخ اور جغرافیہ اور صرف و نحو ہیں۔ اگر تاریخ میں سے پادشاہوں کے نام۔ اُنکے سنہ جلوس۔ سنہ وفات۔ اُنکے عہد کے مشہور واقعات اور اُنکے سنہ۔ اور اُن مقامات کے نام جن میں وہ واقعات ظہور میں آئے۔ آسان آسان بحروں اور آسان آسان لفظوں میں اختصار کے ساتھ نظم کر دیے جائیں تو یقین ہے کہ تمام تاریخ بے تکلّف طالب علموں کو یاد ہو جائیگی۔ اور کوئی دِقّت اُنکو تاریخ کے یاد رکھنے میں نہیں رہیگی۔ جغرافیہ میں سے ہر برّ اعظم کے ملکوں کے نام۔ ہر ملک کے مشہور شہروں کے نام۔ ہر ایک ملک کے پہاڑوں۔ دریاؤں اور جھیلوں کے نام۔ ہر برّ اعظم کی راسوں۔ خاکناؤں۔ آبناؤں۔ جزیروں اور جزیرہ نماؤں کے نام۔ ملکوں اور بڑے بڑے شہروں کی آبادیاں۔ دریاؤں کے طول۔ پہاڑوں کی بلندیاں۔ مشہور شہروں کے طول بلد اور عرض بلد۔ ملکوں اور شہروں کی تجارتی اشیا اور قدرتی پیداوار۔ مذہبوں اور زبانوں اور قوموں کے نام وغیرہ مضامین اگر نظم کے سانچے میں ڈھال دیے جائیں تو جغرافیہ بھی بہت تھوڑی مدّت میں یاد ہو جائیگا اور کبھی فراموش نہ ہوگا۔ اِسی طرح اگر صرف و نحو میں سے اسم۔ فعل۔ اور حرف کی تقسیم اور ہر قسم کی تعریف اور اُنکے بنانے کے قاعدے۔ نیز جملوں کی قسمیں اور اُنکی ترتیب وغیرہ مضامین بھی منظوم ہو جائیں تو بہت آسانی اور بے تکلّفی کے ساتھ صرف و نحو کے تمام قاعدے یاد ہو سکتے ہیں۔ اِس تعلق سے جسکا ہم بیان کر رہے ہیں۔ اور جو بارھواں تعلق ہے ایک اور نیا فائدہ ہم حاصل کر سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کسی زبان کی ابتدائی تعلیم اسکے ذریعہ سے بہت آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اس غرض کے لیے اِس تعلق کا استعمال ہم اس طرح کر سکتے ہیں کہ مثلاً

نظم کو وہ ارجوزہ کہتے تھے۔ طب۔ صرف و نحو۔ لغت۔ عروض۔ منطق۔ تاریخ حدیث۔ قرأت۔ معانی اور بیان وغیرہ علوم و فنون پر بیشمار ارجوزے لکھے گئے ہیں جن سے یہ فائدہ ہے کہ اُن کے مسائل بہت جلد ذہن نشین ہوجاتے ہیں اور ہمیشہ یاد رہتے ہیں۔ سنسکرت میں بھی تقریباً ہر مضمون کو اشلوکوں میں ادا کیا گیا ہے۔ آجکل اِس گُر کو اُن لوگوں نے جو فنِ تعلیم کے ماہر ہیں فراموش کردیا ہے جغرافیہ اور تاریخ کے مضامین اگر نظم کے سانچہ میں ڈھال دیے جائیں تو اسکول کے طلبا کا اُن کے یاد کرنے میں بہت کم وقت ضائع ہو اور ان مضامین کے ساتھ جو اکثر طلبا کو بالکل روکھے پھیکے معلوم ہوتے ہیں بیحد دلچسپی پیدا ہوجائے۔ ہم نے سنا ہے کہ پنجاب کے بعض انسپکٹرانِ مدارس کو حال میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ابتدائی تعلیم کنڈر گارٹن کے طریقہ سے دی جائے اور اسکے ساتھ نظم کو بھی شامل کیا جائے۔ اس تعلق کا مفید ہونا اس بات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اسکولوں میں بعض لڑکے موزوں طبع بھی ہوتے ہیں۔ اور وہ خود بخود اُن مضامین کو جو یاد نہیں ہوتے نظم کے سانچے میں ڈھالکر یاد کر لیتے ہیں۔ اگرچہ اکثر وہ نظمیں عمدہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ محض تُک بندی ہوتی ہے۔ تاہم وہ مضامین جو اِس تک بندی میں ادا کیے جاتے ہیں اُن طالبِ علموں کے تمام عمر ذہن نشین رہتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص سے جس نے بیان کیا تھا کہ مجھے جغرافیہ اور تاریخ اب تک ازبر ہے۔ حالانکہ جسوقت میں نے یہ مضامین مدرسہ میں حاصل کیے تھے اُسوقت کو تیس سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ ہم نے دریافت کیا کہ اچھا تم امریکہ کی جھیلیں تو گن جاؤ۔ اُس نے بے تکلف یہ دو شعر پڑھے۔

سُوپے رِر۔ ہُوران۔ مِچی گن۔ اِسے ری۔ اِن ٹڑیو
وِپے نی پگ۔ شپ لین۔ گرٹ بے ایر۔ گرٹ سِل یو
اِسٹے بھی بس کا۔ ٹی ٹی کا کا۔ نِک را گوُ۔ تا را کی یو
تیرہ جھیلیں امریکہ کی یاد کیا کرو تو

دستکاری۔ شاہیانہ۔ عامیانہ۔ وغیرہ۔

ہشت حرفی۔ تحصیلدار۔ تحویلدار۔ وغیرہ۔

نہ حرفی۔ تحصیلداری۔ تحویلداری۔ وغیرہ۔

اگر فارسی۔ عربی۔ اور انگریزی زبان کی ابتدائی تعلیم میں بھی یہی لحاظ رکھا جائے تو اِن زبانوں کے الفاظ بھی نہایت سہولت اور آسانی سے بغیر کسی مشقت اور محنت کے یاد ہو جائینگے۔ پنجاب کے سررشتۂ تعلیم میں اوّل اوّل جو انگریزی زبان کی ابتدائی کتاب اسکولوں میں جاری ہوئی تھی۔ اُس میں اس طریقہ کا لحاظ کیا گیا تھا۔ یعنی ترتیب وار ایسے الفاظ اُس میں لکھے گئے تھے جن کا تلفّظ آسان تھا۔ اور جو ہموزن تھے اور اوّل ایسے الفاظ تھے جو کم تعداد کے حرفوں سے مُرکّب ہوئے تھے۔ پھر وہ جو اُن سے زیادہ حرفوں سے ملکر بنے تھے۔ اِس کتاب کے ذریعہ سے ابتدائی تعلیم پانے کا طالب علموں پر یہ اثر ہوتا تھا کہ وہ بہت جلد انگریزی زبان کے ہزاروں الفاظ یاد کر لیتے تھے اور انگریزی میں تحریر اور تقریر کرنے کی مہارت اُنکو بہت تھوڑے سے عرصہ میں حاصل ہو جاتی تھی۔ اُس زمانہ کے تعلیم یافتہ جنھوں نے صرف مڈل کا امتحان پاس کیا تھا۔ آجکل کے انٹرنس پاس کرنے والوں سے بدرجہا زیادہ لایق ہوتے تھے۔ اور اس بات کی اسکے سوا کوئی وجہ نہ تھی کہ طریقۂ تعلیم جسکے ذریعہ سے اُنھوں نے انگریزی زبان حاصل کی تھی۔ بہ نسبت آجکل کے طریقۂ تعلیم کے بہت زیادہ آسان اور سہل الحصول تھا۔ افسوس ہے کہ پنجاب اور ممالکِ متحدہ کے اسکولوں میں آجکل اس نکتہ پر بالکل خیال نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ آجکل اس بات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری تھا۔ کیونکہ اسکولوں کے نصابِ تعلیم میں مضامینِ تعلیم اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ تمام مضامین کا اُس عرصۂ تعلیم میں ازبر ہو جانا جو سررشتۂ تعلیم کی طرف سے معیّن کیا گیا ہے۔ نہایت مشکل اور دشوار ہے۔ اِس تعلّق کا استعمال اشعار کے یاد کرنے میں بھی

اُردو زبان میں لفظوں کی ترکیب دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ یا زیادہ حرفوں سے ہوتی ہے پس قاعدہ پڑھانے کے بعد اوّل دو حرفی الفاظ یاد کرائے جائیں۔ مگر یہ دو حرفی الفاظ سب ہم وزن اور ہم آواز ہوں۔ پھر سہ حرفی الفاظ یاد کرائے جائیں اور وہ بھی ہم وزن اور ہم آواز ہوں۔ پھر چہار حرفی اور وہ بھی ہم وزن ہوں۔ اِسی طرح ہشت حرفی و نہ حرفی الفاظ تک ترتیب وار یاد کرائے جائیں۔ اور سب قسم کے الفاظ میں برابر یہ خیال رہے کہ وہ ہم وزن اور ہم آواز ہوں ایسا کرنے سے الفاظ بے تکلّف اور نہایت آسانی سے یاد ہو جائینگے۔ ذیل میں ہم ہر قسم کے الفاظ کی چند مثالیں تحریر کرتے ہیں۔

دو حرفی۔ آ۔ جا۔ کا۔ لا۔ اب۔ تب۔ جب۔ کب۔ سب۔ رب۔ بچ۔ پچ۔ سچ۔ وغیرہ۔

سہ حرفی۔ آر۔ پار۔ تار۔ چار۔ غار۔ مار۔ ہار۔ آن۔ بان۔ پان۔ تان۔ جان۔ کان۔ جلن۔ چلن۔ اور۔ دور۔ طور۔ غور۔ حور۔ ڈور۔ صور۔ نور۔ چور۔ زور۔ شور۔ کور۔ گور۔ مور۔ وغیرہ۔

چہار حرفی۔ آنا۔ جانا۔ لانا۔ تورا۔ پورا۔ چورا۔ بونا۔ دونا۔ بونا۔ رونا۔ سونا۔ پیلا۔ گیلا۔ بیٹا۔ لیٹا۔ بابو۔ قابو۔ یابو۔ نرمی۔ گرمی۔ سردی۔ زردی۔ مردی۔ وغیرہ۔

پنج حرفی۔ انگور۔ لنگور۔ بندوق۔ صندوق۔ زمانہ۔ خزانہ۔ حکایت۔ شکایت۔ حرارت۔ شرارت۔ کنارہ۔ اشارہ۔ تصویر۔ تدبیر۔ تقدیر۔ سرکار۔ دربار۔ باریک۔ تاریک۔ وغیرہ۔

شش حرفی۔ اندازہ۔ خمیازہ۔ دروازہ۔ اشتہار۔ اعتبار۔ انتظار۔ مناجات۔ ملاقات۔ مدارات۔ مقابلہ۔ معاملہ۔ پٹواری۔ پنساری۔ گلابی۔ مرغابی۔ سرکاری۔ ترکاری۔ درباری۔ وغیرہ۔

ہفت حرفی۔ کارخانہ۔ باردانہ۔ تمتمانا۔ تلملانا۔ جگمگانا۔ کشتکاری۔

کے لیے ہیوم کے قول کو مانا تھا اور اُس نے جو بارہ تعلقاتِ مذکورۂ بالا کو تین ۳ تعلقات میں محدود کیا ہے اُس پر ایک تعلق اور بڑھا کر ہمنے مشابہت۔ اتصالِ مکان و زمان علّت و معلول اور تضاد۔ یہ چار تعلق تسلیم کیے تھے۔ مگر گیارھویں فصل میں ہمنے اس غرض سے کہ ہر قسم کے تعلق کا فائدہ اور اُنکے استعمال کا طریقہ اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔ پورے بارہ ۱۲ تعلقات قایم رکھے ہیں۔ اِس فصل کے آخر میں ناظرین کو ہم دوبارہ اُس مضمون پر توجہ دلاتے ہیں جو اِس فصل میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ایسے خیالات کو یاد کرنا منظور ہو جن میں بارہ تعلقاتِ مذکورۂ بالا میں سے کسی قسم کا تعلق موجود ہو تو اوّل تو اس بات کا تجسّس کرو کہ اُن میں کونسا تعلق ہے۔ پھر دو دو خیالوں کو ابتدائی مشق کے لیے منتخب کرو اور ہر دو خیالات میں اُس تعلق پر غور اور توجّہ کر کے نظر ڈالو جو اُن کے درمیان موجود ہے جب تم ایسا کروگے تو وہ دونوں خیال آسانی سے یاد ہو جائینگے اور ضرورت کے وقت اگر اُن میں سے ایک خیال یاد آجائیگا تو دوسرا خیال بھی اُس تعلق کی وجہ سے فوراً یاد آجائیگا۔ جب دو دو خیالوں کے تعلق پر غور کرنے کی مشق ہو جائے تو رفتہ رفتہ زیادہ تعداد کے خیالوں پر غور کرنے کی مشق کرو مگر اُنکا شمار چھ سے کبھی نہ بڑھنے پائے +

۱۲

بے تعلق خیالات

جن خیالات میں ظاہری طور پر کوئی تعلق نہ ہو اُنکا یاد کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ اُن میں بارہ تعلقاتِ مذکورۂ بالا میں سے کسی قسم کا تعلق مصنوعی طور پر پیدا کر لیا جائے۔ اور اُس تعلق پر توجّہ کر کے اُن کو یاد کر لیا کریں۔ مثلاً فرض کرو کہ ریل اور توپ کے الفاظ ہمکو یاد کرنے ہیں۔ اُن میں بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ جسوقت دن کے بارہ بجے توپ چلی۔ اُسی وقت ریل آئی تو

ہو سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اشعار چھوٹے چھوٹے ہوں اور اُنکے آخر کے مصرع ایک قافیے پر تمام ہوں جسطرح کہ غزل کے آخری مصرعے ہوا کرتے ہیں۔ اس صورت میں اگر اُن اشعار پر ادنیٰ توجہ کی جائے اور اُنکے قافیے یاد رکھے جائیں تو ضرورت کے وقت قافیوں کے یاد آنے سے وہ اشعار خودبخود یاد آجائینگے۔ مگر ایک اور شرط بھی ہے جسکے بغیر اس تعلق کا استعمال اشعار کے یاد کرنے میں اچھی طرح نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ ہے کہ اُن اشعار کے قافیوں میں اس تعلّق کے سوا گیارہ دیگر تعلقاتِ مذکورۂ بالا میں سے کسی نہ کسی قسم کا تعلّق ہو۔ اگر اس قسم کا کوئی تعلّق اُن کے درمیان ہوگا تو وہ اور بھی جلد یاد ہو جائینگے۔ لمبے مصرعوں کے اشعار میں چونکہ قافیوں کے سوا اور بھی ضروری الفاظ ہوتے ہیں اسلیے اُنکے محفوظ رکھنے اور ذہن نشین کرنے میں اس تعلّق کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ یہ ممکن ہے کہ ضروری الفاظ جو ایسے اشعار میں منتخب کیے جائیں اُن میں بارہ تعلّقات مذکورہ بالا میں سے کسی نہ کسی طرح کا تعلّق موجود ہو اور ممکن ہے کہ نہ ہو۔ پہلی صورت میں وہ اس طرح یاد ہو سکتے ہیں کہ دو دو ضروری الفاظ کے درمیان جو تعلّق ہے اُس پہ توجّہ کریں اور اس طرح دو دو الفاظ کو یاد کرتے جائیں۔ جب اشعار کے تمام مصرعوں کے ضروری الفاظ اِس طرح یاد ہو جائیں تو ضرورت کے وقت اُن ضروری الفاظ کے یاد آنے سے وہ اشعار تمامہ یاد آجائینگے۔ لیکن جبکہ اُن ضروری الفاظ میں۔ جو اشعار میں سے منتخب کیے جائیں کسی قسم کا تعلّق مذکورۂ بالا تعلقات میں سے نہ ہو تو وہ اشعار اِس طریقہ سے یاد نہیں ہو سکتے

بارہ تعلّقات مذکورۂ بالا کی نسبت جہانتک ممکن تھا ہم نے تمام ضروری باتیں بیان کردی ہیں۔ اب ہم کو یہ بات بیان کرنی باقی ہے کہ جن خیالات میں اُن تعلّقات میں سے کسی طرح کا تعلّق نہ ہو اُن کو کیونکر یاد کیا جائے بارھویں فصل میں ہم اسی بات پر بحث کرینگے۔ نویں فصل میں ہم نے آسا

جُز کا تعلق پیدا ہو جائیگا جو کہ چھٹا تعلق ہے ۔ اِسی طرح فرض کرو کہ ہم کو ہاتھ اور حرارت کے الفاظ یاد کرنے ہیں ۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ ہاتھ کو ہاتھ پر رگڑنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے تو اس حالت میں رگڑ حرارت کی علّت اور ہاتھ حرارت پیدا ہونے کا وسیلہ ہوگا ۔ اور ان دونوں میں ساتواں تعلّق پیدا ہوئیگا ۔ اِسی طرح فرض کرو کہ ہم کو گھوڑا ۔ مکان ۔ بجلی اور ہوا کے الفاظ یاد کرنے منظور ہیں ۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ گھوڑا بجلی کی طرح تیز رفتار ہے اور مکان بلندی میں ہوا سے باتیں کرتا ہے ۔ تو اِس حالت میں گھوڑے اور بجلی مکان اور ہوا میں مشابہت کا تعلق یعنی آٹھواں تعلّق پیدا ہو جائیگا ۔ اسی طرح فرض کرو کہ ہم کو بگلا اور کوئیل یہ دو الفاظ یاد کرنے ہیں ۔ اگر ہم خیال کریں کہ بگلے کا رنگ سفید ہوتا ہے ۔ اور کوئیل کا سیاہ تو اِس حالت میں اِن دونوں الفاظ میں ضد کا تعلّق پیدا ہو جائیگا جو نواں تعلّق ہے ۔ اِسی طرح فرض کرو کہ ہم کو نامردی اور تشنّج یہ دو الفاظ یاد کرنے منظور ہیں ۔ اگر ہم خیال کریں کہ کمر پر سخت چوٹ لگنے سے اکثر نامردی اور عضلات کا تشنّج پیدا ہوتا ہے تو اِس حالت میں نامردی اور تشنّج دو معلول ہونگے جن کی علّت ضربِ شدید ہوگی ۔ اور نامردی اور تشنّج میں وہ تعلّق پیدا ہو جائیگا جو کہ دسواں تعلّق ہے ۔ اِسی طرح فرض کرو کہ ہمکو صلیب اور جمع کے الفاظ یاد کرنے ہیں ۔ اگر ہم خیال کریں کہ صلیب جسکے معنے سولی کے ہیں ۔ اِس شکل کی ہوتی ہے (+) اور یہ علامت جمع کی ہے تو ان دونوں الفاظ میں گیارھواں تعلق پیدا ہو جائیگا جس سے ہماری مراد یہ ہے کہ دو خیالوں میں سے ایک خیال دوسرے خیال کے لیے بطور علامت کے ہو ۔ اِسی طرح فرض کرو کہ چراغ ۔ مغز ۔ دولت اور قحط کے الفاظ ہم کو یاد کرنے ہیں ۔ مغز کو دماغ بھی کہتے ہیں اور دماغ چراغ کے ساتھ ہم آواز اور ہم وزن ہے ۔ پس دماغ اور چراغ میں بارھواں تعلق قایم ہو جائیگا ۔ اور یہ دونوں لفظ آسانی کے ساتھ یاد ہو جائینگے جب اِن میں سے ایک لفظ مثلاً چراغ یاد آئیگا تو دوسرا لفظ دماغ بھی یاد آجائیگا ۔ پھر چونکہ دماغ اور مغز کے

ریل اور توپ میں پہلا تعلق یعنی ہم زمانی کا تعلق پیدا ہو جائیگا۔ اور اگر ہم یہ خیال کریں کہ جسوقت دن کی توپ چلی اُس سے ایک گھنٹہ پہلے ریل آئی تو اس حالت میں ریل اور توپ کے درمیان دوسرا تعلق یعنی قریب الزمان ہونے کا تعلّق پیدا ہو جائیگا۔ اِسی طرح فرض کرو کہ ٹوپی اور بوتل کے الفاظ ہمکو یاد کرنے ہیں۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ ٹوپی اور بوتل طاق میں رکھی ہے تو اِس طرح ان دونوں الفاظ میں تیسرا تعلق یعنی اتحادِ مکانی کا تعلّق پیدا ہو جائیگا۔ یا مثلاً فرض کرو کہ ہم کو آم کا اچار۔ اور اسہالِ بواسیری یہ دو لفظ یاد کرنے ہیں۔ اگر ہم خیال کریں کہ ایک کتاب کے پہلے صفحہ پر آم کا اچار بنانے کی ترکیب اور اسہالِ بواسیری کا علاج لکھا ہے تو ان دونوں الفاظ میں تیسرا تعلق یعنی اتحادِ مکانی کا تعلّق پیدا ہو جائیگا۔ آم کے اچار اور اسہالِ بواسیری کی نسبت اگر ہم یہ خیال کریں کہ آم کا اچار بنانے کی ترکیب کتاب کے پہلے صفحہ پر اور اسہالِ بواسیری کا علاج کتاب کے دوسرے صفحہ پر لکھا ہے تو اِن دونوں الفاظ میں چوتھا تعلق یعنی قریب المکان ہونے کا تعلّق پیدا ہو جائیگا۔ اِسی طرح فرض کرو کہ چونا اور گرمی یہ دونوں لفظ یاد کرنے منظور ہیں۔ اگر ہم یہ تصوّر کریں کہ اَن بجھے چونے پر پانی ڈالنے سے گرمی پیدا ہوتی ہے تو اُن میں علّت و معلول کا تعلّق پیدا ہو جائیگا جو کہ پانچواں تعلّق ہے۔ یا مثلاً فرض کرو کہ رگڑ۔ آواز۔ گرمی۔ اور ہوا۔ یہ چار الفاظ ہم کو یاد کرنے ہیں۔ اگر ہم رگڑ اور گرمی کی نسبت یہ خیال کریں کہ رگڑ سے گرمی پیدا ہوتی ہے اور آواز اور ہوا کی نسبت یہ خیال کریں کہ ہوا کے سبب سے آواز سنائی دیتی ہے تو اُن میں علّت و معلول کا تعلّق پیدا ہو جائیگا۔ اِسی طرح فرض کرو کہ ہم کو تین۔ سہرا۔ بال۔ موسیٰ۔ کے الفاظ یاد کرنے ہیں۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ تین کو فارسی میں سہ کہتے ہیں اور وہ لفظ سہرا کا جُز ہے۔ اور اِسی طرح بال کو فارسی میں مُو کہتے ہیں اور وہ لفظ موسیٰ کا جُز ہے تو ان الفاظ میں کُل ہو

یاد آجایا کرے۔ پھر جن خاص الفاظ کو یاد کرنا منظور ہوتا ہے اُن پر نمبر لگاتے ہیں اور پہلے یاد کردنی لفظ اور پہلے یاد کردہ لفظ کے درمیان فرضی تعلق قایم کرتے ہیں اور اس پر غور سے توجہ کرتے ہیں۔ پھر دوسرے یاد کردنی لفظ اور دوسرے یاد کردہ لفظ میں فرضی تعلق قایم کرتے ہیں اور اس پر توجہ کرتے ہیں۔ اسی طرح تمام یاد کردنی الفاظ اور یاد کردہ الفاظ میں تعلق قایم کرتے جاتے اور اُنکے فرضی تعلقات پر غور کرتے جاتے ہیں اس طرح وہ تمام الفاظ جو یاد کرنے ہیں یاد ہوجاتے ہیں۔ چونکہ یاد کردہ الفاظ کی مشق پہلے سے ہو چکی ہے۔ اسلیے جب کسی نمبر کا لفظ یاد کردہ الفاظ میں سے یاد آتا ہے تو اسکے ساتھ ہی اُسی نمبر کا یاد کردنی لفظ بھی یاد آجاتا ہے۔ اس طرح تمام یاد کردنی الفاظ جب چاہیں ترتیب وار یاد آجاتے ہیں۔ یاد کردہ الفاظ کی جسقدر بڑی فہرست یاد ہوگی اُسیقدر یاد کردنی الفاظ کی فہرست یاد ہوجائیگی۔

ذیل میں ہم اسی قسم کے سنو الفاظ تجویز کرکے لکھتے ہیں۔ ناظرین اپنی ضرورت کے بموجب اِن الفاظ کی فہرست کو طویل کرسکتے ہیں۔

بھاٹ ۱	ناٹ ۲	جاٹ ۳	گھاٹ ۴	ماٹ ۵
تار ۶	چار ۷	غار ۸	ہار ۹	یار ۱۰
آگ ۱۱	راگ ۱۲	ساگ ۱۳	کاگ ۱۴	ناگ ۱۵
بال ۱۶	جال ۱۷	دال ۱۸	شال ۱۹	کھال ۲۰
آم ۲۱	جام ۲۲	دام ۲۳	رام ۲۴	شام ۲۵
پان ۲۶	جان ۲۷	ران ۲۸	کان ۲۹	نان ۳۰
چور ۳۱	زور ۳۲	شور ۳۳	گور ۳۴	مور ۳۵
پیر ۳۶	تیر ۳۷	شیر ۳۸	کھیر ۳۹	میر ۴۰
چیل ۴۱	فیل ۴۲	کیل ۴۳	میل ۴۴	نیل ۴۵

معنے ایک ہیں اور یہ دونوں مرادف لفظ ہیں۔ اِسلیے دماغ کا دوسرا ہم معنی لفظ ہم تلاش کر لینگے اور وہ مغز ہے۔ اِسی طرح دولت کو مال اور قحط کو کال کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں لفظ ہم آواز اور ہم وزن ہیں۔ اور اِن میں بارھواں تعلق موجود ہے۔ اسلیے یہ دونوں لفظ آسانی کے ساتھ یاد ہو جائینگے پھر دولت اور مال مرادف لفظ ہیں اور قحط اور کال بھی مرادف لفظ ہیں اِسلیے مال کے لفظ سے دولت کا لفظ اور کال کے لفظ سے قحط کا لفظ یاد آجائیگا۔

جن الفاظ میں بارہ ۱۲ تعلقاتِ مذکورۂ بالا میں سے کسی طرح کا تعلق قایم نہ ہو سکے اُن میں ایک فرضی اور خیالی تعلق پیدا کر لیتے ہیں مثلاً سانپ اور آرہ میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم خیال کریں کہ آرہ نے سانپ کے بدن کو چیر دیا تو ان دونوں الفاظ میں تعلق قایم ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح مثلاً پائجامہ اور چھپکلی میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم فرض کریں کہ پائجامہ میں چھپکلی گھس گئی تو دونوں الفاظ میں ایک فرضی تعلق قایم ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح مثلاً الفاظ بندر۔ قینچی۔ لیموں اور کمرہ میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم فرض کریں کہ ایک بندر کمرہ میں ایک قینچی اور ایک لیموں کو بار بار اُچھال رہا ہے تو ان چاروں الفاظ میں تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ فرضی تعلق پر بھی اگر ہم توجہ کریں تو وہ الفاظ بے تکلف یاد رہ سکتے ہیں جن میں اس قسم کا تعلق قایم کیا گیا ہے۔ جب بہت سے ایسے الفاظ یاد کرنے ہوتے ہیں جن کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا تو اس کے لیے یہ تدبیر کرتے ہیں کہ پہلے سَو۔ یا حسبِ ضرورت سَو سے زیادہ الفاظ ایسے تجویز کرتے ہیں جو چھوٹے ہوں اور جن میں اکثر ہم آواز اور ہم وزن ہوں۔ پھر پانچ پانچ ہم وزن الفاظ کی قطار باندھ کر اُن پر نمبر لگاتے چلے جاتے ہیں اور اُنکو اس طرح یاد کرتے ہیں کہ ہر لفظ اپنے نمبر کے ساتھ یاد ہو جائے۔ اور جب نمبر یاد آئے تو اُس نمبر کا لفظ یاد آجایا کرے۔ اِسی طرح جب کسی نمبر کا لفظ یاد آئے تو اس کا نمبر بھی فوراً

ساتھ مِلکر بنے ہیں ۔ پھر وہ الفاظ جو حروفِ صحیح سے مرکّب ہوئے ہیں ۔ چوتھی بات یہ ہے کہ حروفِ علّت والے سہ حرفی الفاظ میں بھی اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ اوّل وہ الفاظ ہوں جو حروفِ علّت میں سے الف سے مِلکر بنے ہیں ۔ پھر وہ الفاظ ہوں جو واؤ سے مِلکر بنے ہیں پھر وہ الفاظ ہوں جو یے سے مِلکر بنے ہیں ۔ پانچویں بات یہ ہے کہ ہر قطار میں الفاظ کے پہلے حرفوں کو حروفِ تہجی کے موافق ترتیب دیا گیا ہے یعنی جس ترتیب سے حروفِ تہجی ہوتے ہیں اُسی ترتیب سے ہر قطار کے الفاظ کے اوّل کے حروف رکھے گئے ہیں ۔ چھٹی بات یہ ہے کہ جن قطاروں کے سہ حرفی الفاظ حروفِ علّت میں سے الف کے ساتھ مِلکر بنے ہیں اُن کے آخر حروف کو بھی حروفِ تہجی کی ترتیب کے موافق ترتیب دیا گیا ہے پھر اُن قطاروں کے سہ حرفی الفاظ کو بھی جن کی ترکیب واؤ اور یے سے ہوتی ہے ۔ آخری حروف کے لحاظ سے اِسی طرح مرتّب کیا گیا ہے ۔ اِسکے بعد جن قطاروں میں ایسے سہ حرفی الفاظ ہیں جو حروفِ صحیح سے مِلکر بنے ہیں اُنکے الفاظ کے آخری حرفوں کو بھی اسی طرح ترتیب دیا گیا ہے ۔ پھر چہار حرفی الفاظ کے قطاروں میں سے اُن قطاروں کے الفاظ بھی جن میں حروفِ علّت میں سے الف شامل ہے ۔ آخری حرفوں کے لحاظ سے اِسی طرح ترتیب دیے گئے ہیں ۔ آخر میں چہار حرفی الفاظ کی وہ قطار ہے جن میں حرفِ علت یے ہے ۔ ساتویں بات یہ ہے کہ ہر قطار میں جو ہم وزن الفاظ لکھے گئے ہیں وہ اُس وزن کے تمام الفاظ میں سے اِس طرح انتخاب کیے گئے ہیں کہ اُن میں سے ہر لفظ آسان اور عام فہم ہے ۔ غرضکہ جہاں تک امکان تھا اِن الفاظ کے یاد کرنے میں آسانیاں پیدا کی ہیں ۔ اگر ضرورت ہو کہ اِن الفاظ سے زیادہ الفاظ تجویز کیے جائیں تو ناظرین کو اُنکے تجویز کرنے میں بھی اُن تمام امور کا لحاظ رکھنا چاہیے جن کا لحاظ ہم نے اِن الفاظ کے تجویز کرنے میں رکھا ہے ۔

اب فرض کرو کہ ہم کو ذیل کے سَو الفاظ یاد کرنے منظور ہیں ۔ گیٹ ۔ فرش

سبق ٤٦ بیل	سبق ٤٧ تیل	سبق ٤٨ جیل	سبق ٤٩ ریل	سبق ٥٠ کھیل
سبق ٥١ بین	سبق ٥٢ تین	سبق ٥٣ چین	سبق ٥٤ دین	سبق ٥٥ زین
سبق ٥٦ بشر	سبق ٥٧ خبر	سبق ٥٨ سفر	سبق ٥٩ شکر	سبق ٦٠ ہنر
سبق ٦١ اجل	سبق ٦٢ بغل	سبق ٦٣ غزل	سبق ٦٤ کھرل	سبق ٦٥ محل
سبق ٦٦ بدن	سبق ٦٧ چمن	سبق ٦٨ دکن	سبق ٦٩ وطن	سبق ٧٠ ہرن
سبق ٧١ چناب	سبق ٧٢ حساب	سبق ٧٣ شراب	سبق ٧٤ کباب	سبق ٧٥ گلاب
سبق ٧٦ چمار	سبق ٧٧ سنار	سبق ٧٨ سوار	سبق ٧٩ کمہار	سبق ٨٠ لہار
سبق ٨١ حلال	سبق ٨٢ خیال	سبق ٨٣ زوال	سبق ٨٤ شمال	سبق ٨٥ کلال
سبق ٨٦ امام	سبق ٨٧ پیام	سبق ٨٨ تمام	سبق ٨٩ غلام	سبق ٩٠ مقام
سبق ٩١ جہان	سبق ٩٢ دکان	سبق ٩٣ زبان	سبق ٩٤ کسان	سبق ٩٥ مکان
سبق ٩٦ امیر	سبق ٩٧ شریر	سبق ٩٨ فقیر	سبق ٩٩ نظیر	سبق ١٠٠ وزیر

الفاظِ مذکورۂ بالا میں سے رام ایک فرضی شخص کا نام ہے۔ میر ایک مشہور شاعر کا تخلص ہے۔ چین ایک مشہور ملک کا نام ہے۔ چناب پنجاب کے ایک مشہور دریا کا نام ہے۔ نظیر ایک مشہور شاعر باشندۂ اکبرآباد کا تخلص ہے۔ جلال ایک فرضی شخص کا نام ہے۔ اِن الفاظ کے تجویز کرنے میں کئی باتوں کا خیال رکھا گیا ہے اوّل تو یہ کہ ہر قطار میں پانچ پانچ الفاظ ہموزن ہیں۔ ہموزن ہونے کے سبب سے یہ الفاظ آسانی سے یاد ہو جائینگے۔ اور اگر صرف ایک قطار ایک دفعہ میں یاد کی جائیگی تو وہ بے تکلف یاد ہو جائیگی۔ اِسی طرح بیس قطاریں رفتہ رفتہ بیس دفعہ میں یاد ہو جائینگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اوّل چھوٹے چھوٹے سہ حرفی الفاظ لیے گئے ہیں۔ پھر چہار حرفی الفاظ انتخاب کیے گئے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ سہ حرفی الفاظ میں بھی یہ خیال رکھا گیا ہے کہ اوّل وہ الفاظ لکھے جائیں جو حروف علت کے

لے سکتے ہو۔ غلام نے شام کو مارا۔ شام سے صبح تک کا وقت رات کہلاتا ہے۔
چھالیا پان میں کھائی جاتی ہے۔ دل اور جان تم پر قربان ہیں۔ ران میں پھوڑا نکل
آیا۔ اس کے کان میں موتی پڑے ہیں۔ نان تنور پر پکواؤ۔ چور مال لے گیا۔
پہلوان بڑا زور رکھتے ہیں۔ شور سے کان پھٹے جاتے ہیں۔ تم گور میں پاؤں
لٹکائے بیٹھے ہو۔ جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا۔ پیر کو مرید اڑاتے ہیں۔ تیر
کمان بچوں کا کھیل ہے۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ کھیر بگلے کے پر
کی طرح سفید ہوتی ہے۔ میر کا دیوان ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ چیل آسمان کو اڑ گئی
سورۂ فیل قرآن میں ہے۔ زمین میں کیل گاڑ دو۔ وہ دیکھو میل کا پتھر دکھائی
دیتا ہے۔ آجکل نیل کا مال بگڑا ہوا ہے۔ بیل گری اسہال کے لیے مفید دوا ہے۔ نیر میں
نیل ڈالو۔ وہ جیل خانہ میں قید ہو گیا۔ اس ریل میں مسافر بہت ہیں۔ مشکل
سے مشکل معاملہ اسکے نزدیک کھیل ہے۔ سپیرا بین بجا رہا ہے۔ تین روپیہ لو
افیم چین سے آتی ہے۔ چراغ دین آ رہا ہے۔ گھوڑے پر زین رکھو۔ بشر آدمی کو
کہتے ہیں۔ اسکی خیر خبر اب تک نہیں آئی۔ سفر سقر ہے۔ چقندر میں شکر ہوتی ہے
علم اور ہنر سیکھنا شرافت کا کام ہے۔ طاعون پیغام اجل ہے۔ ڈھنڈورا
شہر میں لڑکا بغل میں۔ رنڈی غزل گا رہی ہے۔ سرمہ کھرل میں پیسا جاتا ہے
وہ محل بہت بلند ہے۔ سارے بدن میں پھنسیاں نکل آئی ہیں۔ چمن میں کوڑے کا
کیا کام۔ نظام دکن کے ایک رئیس کو کہتے ہیں۔ وطن سے محبت کرنی چاہیے۔
سارا نشہ ہرن ہو گیا۔ چناب کا پل بہت بڑا ہے۔ آؤ حساب کتاب کر لو۔ شراب
اُٹھنے سے بارش ہوتی ہے۔ کتاب جزدان میں رکھو۔ گلاب کی قلم لگاتے
ہیں۔ چمار جانوروں کی کھال اتارتے ہیں۔ سنار زیور بناتے ہیں۔ سوار نے
ٹھوکر کھائی۔ کمہار مٹی کے برتن بناتے ہیں۔ لہار ہتوڑے سے کام لیتا ہے۔
جلال کی شادی ہو گئی۔ یہ خواب و خیال کی باتیں ہیں۔ ہر کمانے راز وآلے

ہل[۳] - جانور[۴] - پانی[۵] - خبر[۶] - امرود[۷] - کتا[۸] - گردن[۹] - دشمن[۱۰] - لکڑی[۱۱] - باجا[۱۲] - گوشت[۱۳] - درخت[۱۴] - نیولا[۱۵] - سفید[۱۶] - مچھلی[۱۷] - کالا[۱۸] - کندھا[۱۹] - گیہوں[۲۰] - انار[۲۱] - وسکی[۲۲] - چیز[۲۳] - شام[۲۴] - رات[۲۵] - چھالیا[۲۶] - دل[۲۷] - پھوڑا[۲۸] - موتی[۲۹] - تنور[۳۰] - مال[۳۱] - پہلوان[۳۲] - کان[۳۳] - پاؤں[۳۴] - جنگل[۳۵] - مرید[۳۶] - کمان[۳۷] - بکری[۳۸] - بگلا[۳۹] - دیوان[۴۰] - آسمان[۴۱] - قرآن[۴۲] - زمین[۴۳] - پتھر[۴۴] - مات[۴۵] - اسہال[۴۶] - سفر[۴۷] - قید[۴۸] - مسافر[۴۹] - مشکل[۵۰] - سپیرا[۵۱] - روپیہ[۵۲] - افیم[۵۳] - چراغ[۵۴] - گھوڑا[۵۵] - آدمی[۵۶] - خیر[۵۷] - سقر[۵۸] - چقندر[۵۹] - علم[۶۰] - طاعون[۶۱] - لڑکا[۶۲] - رنڈی[۶۳] - سرمہ[۶۴] - بلند[۶۵] - پھنسیاں[۶۶] - کوڑا[۶۷] - نظام[۶۸] - محبت[۶۹] - نشہ[۷۰] - پل[۷۱] - کتاب[۷۲] - بارش[۷۳] - جزدان[۷۴] - قلم[۷۵] - کمال[۷۶] - زیور[۷۷] - ٹھوکر[۷۸] - برتن[۷۹] - ہتھوڑا[۸۰] - شادی[۸۱] - خواب[۸۲] - سکال[۸۳] - جنوب[۸۴] - بھٹی[۸۵] - تسبیح[۸۶] - سلام[۸۷] - خربوزے[۸۸] - نمک حرام[۸۹] - منزل[۹۰] - فانی[۹۱] - دروازہ[۹۲] - گز[۹۳] - کھیت[۹۴] - مسیحا[۹۵] - غریب[۹۶] - باز[۹۷] - سوال[۹۸] - آگرہ[۹۹] - ذمہ دار[۱۰۰] - یہ الفاظ یادکردنی ہیں - ہم نے جان بوجھکر ایسے آسان لفظ اختیار کیے ہیں جنکے ساتھ یادکردہ الفاظ کو متعلق کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آوے جب ابتدائی مشق سے ناظرین آگے بڑھیں تو مشکل الفاظ خود سوچ سکتے اور ان میں اور یادکردہ الفاظ میں تعلق پیدا کرنے کی مشق کر سکتے ہیں - ان یادکردنی الفاظ اور یادکردہ الفاظ میں ترتیب وار اس طرح تعلق پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم خیال کریں کہ بھاٹ گیت گا رہا ہے - یہ ٹاٹ کا فرش ہے - جاٹ ہل چلا رہا ہے - گھاٹ پہ جانور کھڑے ہیں - ماٹ میں پانی بھرا ہوا ہے - تار پہ خبر جاتی ہے - چار امرود کھاے - غار کے موہنہ پر کتا بیٹھا ہے - اس نے گردن میں ہار ڈالا - یار کا دشمن ہمارا دشمن ہے - لکڑی نے آگ پکڑی - اس باجے میں سے راگ نکلتے ہیں - آج گوشت اور ساگ پکاؤ - درخت پر کاگ بیٹھا ہے - ناگ نیولے سے ڈرتا ہے - اسکے بال سفید ہو گئے - جال میں مچھلی پھنس گئی - کچھ دال میں کالا ہے - شال کندھے پہ ڈالو - گیہوں کال میں مہنگے ہو گئے - آم اور انار میوے ہیں - وسکی کا ایک جام پی لو - دام دیکر ہر چیز

اوپر درج کیے گئے ہیں اشعار میں یہ آسانی ہے کہ وہ آسانی سے یاد ہو جاتے ہیں۔ اور جلد فراموش نہیں ہوتے۔ اس قسم کے اشعار کسی بڑے اور دلچسپ قصیدہ میں سے انتخاب کر لینے چاہییں۔

یاد کردہ الفاظ سے کام لینے کا جو طریقہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اسکے ذریعہ سے لمبے لمبے اعداد بھی یاد ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ اعداد کا یاد کرنا بہ نسبت الفاظ کے یاد کرنے کے نہایت مشکل اور دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اسکا قاعدہ یہ ہے کہ جو بڑے سے بڑا عدد تم کو یاد کرنا منظور ہے اسکے دائیں طرف سے دو دو ہندسے علیحدہ کرتے جاؤ۔ اور ہر دو ہندسہ کو ایک جفت قرار دو۔ اس طرح تمام عدد کئی جفتوں میں تقسیم ہو جائیگا۔ پھر ان جفتوں پر نمبر لگاؤ اور ان کو گن جاؤ۔ پھر پہلے جفت کو دیکھو کہ اس میں کونسے دو ہندسے شامل ہیں۔ وہی ہندسے یاد کردہ الفاظ کے نمبروں میں تلاش کرو۔ جب وہ نمبر مل جائے جو ان دو ہندسوں کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے تو اس نمبر کے لفظ کو لے لو اور چونکہ یہ لفظ پہلے جفت کے لیے ہے۔ اسلیے اسکے اور یاد کردہ الفاظ میں سے پہلے لفظ کے درمیان فرضی تعلق پیدا کرو اور اس تعلق پر غور کر کے دونوں الفاظ کو ذہن نشین کر لو۔ پھر عدد کے دوسرے جفت کو دیکھو کہ اس میں کونسے دو ہندسے ہیں۔ اور ان دونوں ہندسوں کو بھی یاد کردہ الفاظ کے نمبروں میں تلاش کرو۔ جب وہ نمبر مل جائے تو اس نمبر کے لفظ کو لے لو اور چونکہ یہ لفظ عدد کے دوسرے جفت کے لیے ہے اسلیے اسکے اور یاد کردہ الفاظ میں سے دوسرے لفظ کے درمیان فرضی تعلق پیدا کرو اور اس تعلق پر غور کر کے دونوں الفاظ کو ذہن نشین کر لو۔ اسی طرح وہ تمام جفت جو اس یاد کردنی عدد میں ہیں ان میں سے ہر ایک جفت کے لیے دو دو الفاظ یاد کردہ الفاظ میں سے لیتے جاؤ اور ان میں تعلق پیدا کرتے اور انکو یاد کرتے جاؤ

شمال کی مقابل طرف کو جنوب کہتے ہیں۔ یہ کلائی کی جھٹی ہے۔ تسبیح کا لمبا دانہ امام کہلاتا ہے۔ اب تو اُنھوں نے پیام سلام بھی ترک کر دیا۔ تمام خربوزے خراب نکلے۔ وہ غلام نمکحرام نکلا۔ اسی مقام پر منزل کر دو۔ جہان فانی ہے۔ دکان کا دروازہ بند کر دو۔ ننھی سی جان گز بھر کی زبان۔ کسان کھیت پر جاتا ہے یہ کس رشکِ مسیحا کا مکان ہے۔ امیر وہ ہے جو غریب نہ ہو۔ شریر شرارت سے باز نہیں آتے۔ فقیر کی صورت سوال ہے۔ نظیر آگرہ کا شاعر تھا۔ وزیر ساری سلطنت کا ذمہ وار ہوتا ہے ❖

جو فرضی تعلق یاد کردنی اور یاد کردہ الفاظ میں پیدا کیا جاتا ہے۔ اُس پر غور اور توجہ کرنے سے یاد کردنی الفاظ بے تکلف یاد ہو جاتے ہیں۔ اور یاد کردہ الفاظ میں سے جب کسی نمبر کا لفظ یاد آتا ہے تو اسکے ساتھ ہی اُسی نمبر کا یاد کردنی لفظ بھی یاد آجاتا ہے۔ جہاں کہیں یاد کرنی اور یاد کردہ الفاظ میں ایسا تعلق پیدا ہو جاتا ہے کہ اُنکے ملنے سے کوئی مشہور مثل۔ یا مشہور فقرہ۔ یا مشہور مصرع بن جائے تو وہ الفاظ ذہن میں نقش کالحجر ہو جاتے ہیں اور بھلائے سے بھی نہیں بھولتے مگر ایسا تعلق اتفاق سے پیدا ہوتا ہے۔ اِسکی دو چار مثالیں ہم نے اوپر کے فقروں میں دی ہیں۔ اگر بجائے اِن الفاظِ یاد کردہ کے ایسے سَو شعر یاد کر لیے جائیں جو چھوٹے ہوں اور ایک ہی وزن کے ہوں اور ایک ہی قافیے کے ہوں جیسا کہ قصیدہ میں ہوتا ہے۔ نیز تمام اشعار کے اوّل کے الفاظ مختلف ہوں یعنی ایک شعر کا سرے کا لفظ دوسرے شعر کے سرے کے لفظ سے ملتا نہ ہو تو اُن اشعار پر نمبر لگا کر اُن کو اس طرح سے یاد کر سکتے ہیں کہ نمبر بولنے پر اُس نمبر کا شعر یاد آجائے اور شعر پڑھنے سے اُس شعر کا نمبر یاد آجائے۔ اِن اشعار کے اوّل الفاظ سے بھی اُسی طریقہ سے کام لے سکتے ہیں جس طرح کہ مذکورۂ بالا یاد کردہ الفاظ سے کام لینا بتایا گیا ہے۔ یاد کردہ الفاظ کی نسبت جو

(۱۴) کے لیے (چیل) کا لفظ۔ آٹھویں جفت (۴۳) کے لیے (گور) کا لفظ۔ نویں جفت (۹۹) کے لیے (فقیر) کا لفظ۔ دسویں جفت (۸۷) کے لیے (پیام) کا لفظ۔ ان الفاظ کو یاد کردہ الفاظ میں سے تیسرے لفظ (جاٹ) چوتھے لفظ (گھاٹ) پانچویں لفظ (ماٹ) چھٹے لفظ (تار) ساتویں لفظ (چار) آٹھویں لفظ (غار) نویں لفظ (ہار) دسویں لفظ (یار) سے ملاؤ اور ان میں اس طرح تعلق پیدا کرکے فقرے بناؤ۔ تیسرے جفت کے لیے یہ جاٹ کا مکان ہے چوتھے جفت کے لیے گھاٹ پر ہرن پانی پی رہے ہیں۔ پانچویں جفت کے لیے ماٹ میں تیل بھرا ہے۔ چھٹے جفت کے لیے تار پر خبر جاتی ہے۔ ساتویں جفت کے لیے۔ چار چیلیں اُڑ رہی ہیں۔ آٹھویں جفت کے لیے گور کا غار نہیں بھرتا۔ نویں جفت کے لیے فقیر نے اپنے گلے میں ہار ڈالا ہے۔ دسویں جفت کے لیے۔ پیام یار ایک پرچہ کا نام ہے جسمیں غزلیں چھپا کرتی ہیں۔ یہ فقرے ادنی توجہ سے یاد ہو سکتے ہیں اور اس طرح وہ لمبا عدد جسکا یاد کرنا منظور تھا۔ بآسانی یاد ہو جائیگا۔

یاد کردہ الفاظ کی مدد سے لمبے لمبے فقرے اور اشعار بھی اسی طرح یاد ہو سکتے ہیں جس طرح کہ ہمنے الفاظ اور اعداد کے یاد کرنے کا قاعدہ بیان کیا ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ جو فقرہ۔ یا شعر تم کو یاد کرنا منظور ہے اُسکو اوّل خوب غور اور توجّہ سے پڑھو پھر اُس میں سے ایسے الفاظ چھانٹ لو جنکے یاد آنے سے اُس فقرہ۔ یا شعر کا سارا مضمون یاد آجائے۔ پھر ان الفاظ پر خط کھینچدو۔ اور اُن پر ترتیب وار نمبر لگاؤ۔ پھر ترتیب کے موافق اُن میں سے پہلے لفظ اور یاد کردہ الفاظ میں سے پہلے لفظ کے درمیان تعلق پیدا کرو۔ اور اس تعلق پر توجّہ کرکے یاد کرلو۔ اسی طرح اُن میں سے دوسرے لفظ اور یاد کردہ الفاظ میں سے دوسرے لفظ کے درمیان تعلّق پیدا کرو اور اُس پر توجّہ کرکے یاد کرلو۔ یہی عمل کرتے جاؤ جب تک کہ اُس فقرہ یا شعر کے تمام ضروری الفاظ ختم ہو جائیں مثلاً فرض کرو کہ تمھیں ذیل کا پورا فقرہ یاد کرنا ہے۔

مذہب اسلام کی جسقدر پابندی کی جائیگی اسی قدر انسان پاک باطن۔ فیاض

اِس طریقہ سے بڑے سے بڑا عدد چند الفاظ میں تبدیل ہو کر بے تکلف یاد رہ سکتا ہے- جب یاد کردہ الفاظ میں سے پہلا لفظ یاد آئیگا تو اسکے ساتھ ہی وہ لفظ بھی یاد آجائیگا جسکے ساتھ اُسکا تعلق پیدا کیا گیا تھا- پھر اُس لفظ کا نمبر یاد آئیگا- یہ نمبر ہی عدد کا پہلا جُفت ہوگا- پھر جب یاد کردہ الفاظ میں سے دوسرا لفظ یاد آئیگا تو اسکے ساتھ ہی وہ لفظ بھی یاد آجائیگا جسکے ساتھ اُسکو متعلق کیا گیا تھا پھر اُس لفظ کا نمبر یاد آئیگا- اور وہ نمبر ہی عدد کا دوسرا جُفت ہوگا- اِس طرح رفتہ رفتہ تمام جُفت یاد آجائینگے جن سے وہ عدد مُرکّب تھا- اِسکی ایک مثال ذیل میں پیش کی جاتی ہے- فرض کرو کہ یہ عدد تم کو یاد کرنا منظور ہے-

۸۷۹۸۳۴۴۱۵۷۴۷۷۰۹۵۸۸۱۲ -

اِس عدد میں بیس ۲۰ ہندسے شامل ہیں- اگر دائیں طرف سے دو دو ہندسوں کے جُفت بناکر جدا کیے جائیں- اور اُن پر نمبر لگائے جائیں تو وہ اس طرح لکھے جائینگے - (۱) ۱۲ (۲) ۸۸ (۳) ۹۵ (۴) ۷۰ (۵) ۴۷ (۶) ۵۷ (۷) ۴۱ (۸) ۳۴ (۹) ۹۸ (۱۰) ۸۷ - ان میں سے پہلا جُفت (۱۲) ہے- اس نمبر پر یاد کردہ الفاظ میں (راگ) کا لفظ ہے- اِسکو یاد کردہ الفاظ میں سے پہلے لفظ سے مِلاؤ جو (بھاٹ) کا لفظ ہے- (راگ) اور (بھاٹ) میں اِس طرح تعلق پیدا ہو سکتا ہے کہ تم خیال کرو- بھاٹ راگ گاتا ہے- عدد کا دوسرا جُفت (۸۸) ہے- اِس نمبر پر (تمام) کا لفظ ہے- اسکو یاد کردہ الفاظ میں سے دوسرے لفظ سے مِلاؤ جو (ٹاٹ) کا لفظ ہے- دونوں الفاظ میں اِس طرح تعلق پیدا کرو- تمام ٹاٹ بھیگ گیا ہے - اِسی طرح ترتیب وار باقی جُفتوں کے لیے یاد کردہ الفاظ میں سے یہ الفاظ نکلینگے- تیسرے جُفت (۹۵) کے لیے (مکان) کا لفظ- چوتھے جُفت (۷۰) کے لیے (ہرن) کا لفظ- پانچویں جُفت (۴۷) کے لیے (تیل) کا لفظ- چھٹے جُفت (۵۷) کے لیے (جبر) کا لفظ- ساتویں جُفت

نہیں لیا کہ شام اسکی ضد ہے اور دونوں میں تضاد کا تعلق ہے۔ اسلیے شام کا لفظ جب یاد آئیگا تو صبح کا لفظ بھی یاد آجائیگا ۔ شام کا لفظ اسلیے لیا کہ وہ شعر کے دوسرے مصرع کا قافیہ ہے۔ اب اِن یاد کردنی الفاظ اور یاد کردہ الفاظ میں سے اوّل کے پانچ لفظوں میں اس طرح تعلّق قایم کرو۔ پہلے لفظ کے لیے وہ بھاٹ عشق کے گیت گاتا ہے۔ دوسرے لفظ کے لیے ٹاٹ کے لفظ پر خیال کرو کہ اسکے اُلٹنے سے وہی لفظ بن جاتا ہے۔ تیسرے لفظ کے لیے۔ دیکھو وہ ایک جاٹ آرام سے پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے۔ چوتھے لفظ کے لیے۔ جی چاہے تو گھاٹ پر سیر کرنے چلو۔ پانچویں لفظ کے لیے۔ ماٹ کو اُلٹو تو ٹام ہوتا ہے جو شام کا ہموزن ہے ۔ یہ فقرے ادنیٰ توجہ سے یاد ہو جائینگے۔ پھر جب یاد کردہ الفاظ میں سے پہلا لفظ یاد آئیگا تو اُسکے ساتھ ہی شعر کا پہلا ضروری لفظ یاد آجائیگا۔ اِسی طرح دوسرے لفظ سے شعر کا دوسرا ضروری لفظ یاد آئیگا۔ پھر رفتہ رفتہ سب ضروری الفاظ یاد آجائینگے۔ اور تمام ضروری الفاظ کے یاد آنے سے پورا شعر یاد آجائیگا ۔

اِس موقع پر ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ایک فقرہ کے ضروری الفاظ یاد کرنے کے لیے پورے چھ فقرے اور ایک شعر کے ضروری الفاظ یاد کرنے کے لیے پانچ فقرے یاد کرنے پڑے اور بعض دفعہ اِس سے بھی زیادہ فقرے یاد کرنے پڑتے ہیں۔ اِسی طرح جسقدر الفاظ یاد کرنے ہوں اُسی قدر لمبے لمبے فقرے یاد کرنے پڑتے ہیں تو اس صورت میں یہ طریقہ یاد کرنے کا ایسا ہے جس سے حافظہ پر اصلی الفاظ۔ یا فقرات۔ یا اشعار یاد کرنے کی نسبت کئی گنا زیادہ بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ پس بجای اِسکے کہ حفظ کرنے میں اِس طریقہ سے کوئی آسانی ہو یاد کرنے والا بہت زیادہ دشواری اور دِقّت میں پڑجاتا ہے۔ اِس اعتراض کا جواب آسان ہے۔ جو فقرے یاد کردہ اور یاد کردنی الفاظ میں تعلّق پیدا کرکے تیار کیے جاتے ہیں اُن کو یاد نہیں کرایا جاتا۔ بلکہ فقرے صرف اُس تعلّق کی تفصیل کرتے ہیں۔ جس پر

اور ہمدردِ خلایق بنے گا۔ اِس فقرہ میں مذہبِ اسلام۔ پابندی۔ انسان پاک باطن فیاض۔ ہمدردِ خلایق۔ ایسے الفاظ ہیں جِن کے یاد آنے سے فقرہ کا سارا مضمون یاد آسکتا ہے۔ اِن میں سے مذہبِ اسلام پر پہلے غور کرو۔ مذہب اور اسلام دونوں میں کُل اور جز کا تعلّق ہے۔ اِس لیے پہلی نظر میں اُن دونوں کے اِس تعلّق پہ غور کرکے صرف ایک لفظ یاد رکھو۔ مثلاً اسلام۔ دوسرا لفظ مذہب کا اُسکے تعلّق سے خود بخود یاد آجائیگا۔ اب اِن الفاظ پر اِس طرح ترتیب وار نمبر لگاؤ۔ اسلام۔ پابندی انسان۔ پاک باطن۔ فیاض۔ ہمدرد خلایق۔ پھر یاد کردہ الفاظ میں سے اوّل کے چھ لفظوں کے ساتھ اِن چھ لفظوں کا اسطرح تعلّق قایم کرو۔ پہلے لفظ کے لیے ایک بھاٹ اسلام لے آیا۔ دوسرے لفظ کے لیے۔ اگر وقت کی پابندی کے ساتھ کوئی ٹھاٹ بنا سیکھے تو جلد آجاتا ہے۔ تیسرے لفظ کے لیے۔ جاٹ ایک انسان ہے چوتھے لفظ کے لیے۔ گھاٹ کے پانی کی طرح پاک باطن آدمی کا دل گدلا نہیں ہوتا۔ پانچویں لفظ کے لیے۔ وہ فیاض آدمی ہاٹ کی طرح خوشی سے پھول رہا ہے۔ چھٹے لفظ کے لیے وہ شخص بڑا ہمدردِ خلایق تھا جس نے تار ایجاد کیا۔ اِن فقروں پر ادنیٰ غور کرنے سے ضروری الفاظ اور یاد کردہ الفاظ میں ایسا تعلّق ہوجائیگا کہ جب یاد کردہ الفاظ میں سے کسی نمبر کا لفظ یاد آئیگا تو اُسکے ساتھ ہی اُس نمبر کا ضروری لفظ بھی یاد آجائیگا۔ پھر جب تمام ضروری الفاظ یاد آجائینگے تو اُن کے ذریعہ سے فقرہ یاد کردنی خود بخود تیار ہوجائیگا۔ اِسی طرح فرض کرو کہ ذیل کا شعر یاد کرنا ہے ؎ عشق تمہرے ہی خیال پڑا ہے چین گیا آرام گیا ٭ جی کا جانا ٹھیر گیا ہے صبح گیا۔ یا شام گیا ✽ اِس شعر میں ذیل کے الفاظ ضروری ہیں جنکے یاد آنے سے سارا شعر یاد آسکتا ہے اور جن پر نمبر لگا دیے گئے ہیں عشق۔ خیال۔ آرام۔ جی۔ شام۔ چین کے لفظ کو اِس لیے نہیں لیا کہ وہ آرام کا ہم معنی ہے۔ آرام کا لفظ یاد آنے سے چین کا لفظ یاد آسکتا ہے۔ آرام کا لفظ اِسلیے انتخاب کیا گیا ہے کہ وہ شعر کے ایک مصرع کا قافیہ ہے اور قافیہ شعر میں ضروری لفظ ہوتا ہے صبح کا لفظ اِس لیے

ترک یمک لری۔ ترکوں کے کھانے اور اُن کے تیار کرنے کی ترکیبیں۔ اپنے مضمون کی نرالی کتاب۔ **قیمت ۲ر**

معارف۔ یہ وہی نامور رسالہ ہے جو اوّل علی گڈھ سے۔ پھر پانی پت سے کئی سال تک ماہواری شایع ہوتا رہا۔ اور جسکو ہندوستان کے تمام مشہور بزرگوں نے علمی اور قومی معلومات کا بے نظیر مخزن تسلیم کیا تھا۔ پہلے اور دوسرے سال کی جلد کا کوئی پرچہ باقی نہیں۔ صرف تیسری اور چوتھی جلد کامل ملسکتی ہے۔ جلد سوم کی **قیمت عـہ/** ۔ جلد چہارم کی **قیمت للعہ/** ہے۔

عہد بنی اُمیّہ۔ عہدِ خلافتِ بنی اُمیّہ کی دلکش تاریخی حکایتیں۔ اُس زمانہ کے مسلمانوں کے اخلاق و عادات کا آئینہ۔ اِس مضمون کی کوئی کتاب آجتک نہیں چھپی۔ **قیمت عمہ/**

نازونیاز۔ پچیس ۲۵ عاشقانہ ناولوں کا یکجائی مجموعہ۔ جن میں سے ہر ناول حُسن و عشق کا دلفریب مرقع ہے۔ **قیمت عہ/**

اسرارِ فطرت۔ سُراغرسانی کے پچیس ناولوں کا یکجائی مجموعہ جس میں دُنیا بھر کے سُراغرسانوں کے حیرت انگیز کارنامے جمع کیے گئے ہیں۔ **قیمت عہ/**

اسلامی جوش۔ پچیس اسلامی تاریخی ناولوں کا یکجائی مجموعہ جن کے مطالعہ سے گذشتہ مسلمانوں کے جاہ و جلال اور اخلاق و عادات کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ **قیمت عہ/**

نئی دنیا کے اسرار۔ انگریزی کے ایک نہایت دلچسپ اور پُراسرار ناول کا بامحاورہ ترجمہ۔ سینریِ امریکہ کی حیرت انگیز داستان حُسن و عشق کے جذبات۔ **قیمت عہ/**

مرقع سرکیشیا۔ ایک تُرکی ناول کا ترجمہ۔ کوہ قاف کے دلفریب سین۔ تُرکوں کی عاشق مزاجیوں کا مُرقع۔ **قیمت ۱۲ر**

قرآنِ مجید مترجم (شمس العلما مولانا نذیر احمد صاحب کا ترجمہ) اس ترجمہ سے بہتر کوئی ترجمہ نہیں ملسکتا۔ اسکے مطالعہ سے بچے اور عورتیں بھی قرآنِ مجید کے مضامین کو بے تکلف سمجھ سکتی ہیں۔ ہدیہ **سے ر**

حمایل مترجم۔ (شمس العلما مولانا نذیر احمد صاحب کا ترجمہ) سفر اور حضر میں ساتھ رکھنے کے لیے موزوں خوشنما تقطیع۔ ہدیہ **عـہ/** ۔

جوش مذہبی۔ اسلامی جوش کے حیرت انگیز نتائج۔ قرنِ اوّل کی اسلامی تاریخ کا دلچسپ حصہ۔ قیمت ۲ر

مخفی خط و کتابت کے طریقے۔ ایک بالکل نئی ہے۔ رازداری کی پوشیدہ خط و کتابت کے عجیب و غریب قاعدے

اِن کتابوں کے ملنے کا پتہ

ایس ایم حمید منیجر "پنجاب سپیشل ایجنسی" پانی پت ضلع کرنال

توجہ کرانی منظور ہے۔ کوئی فقرہ جب سامنے ہوتا ہے تو ذہن اُس تعلق کو جلد گرفت کرتا ہے جس کے لیے وہ فقرہ بنایا گیا ہے۔ یہ بات کہ ذہن اُس تعلق کو گرفت کرے ادنیٰ توجہ سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور جب ذہن اُس تعلق کو گرفت کر لیتا ہے تو اُس فقرہ کو یاد رکھنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ البتہ یاد کردہ الفاظ کو ایک دفعہ اس طرح ضرور یاد کرنا پڑتا ہے کہ نمبروں سے الفاظ اور الفاظ سے اُن کے نمبر ضرورت کے وقت یاد آ جائیں ؂

Facebook | کتب خانہ طبیب

<-- ۱۳ -->

خاتمہ

ذہن اور حافظہ کو ترقی دینے اور قوت پہنچانے کے لیے بعض دوائیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ چنانچہ یونانی اطبا ذیل کی دواؤں کو مقوی دماغ خیال کرتے ہیں۔ (۱) آملہ (۲) سعد کوفی (۳) گلِ سرخ (۴) زنجبیل (۵) سنبل الطیب (۶) عود (۷) کاہو (۸) فرنجمشک (۹) مغزِ کدو (۱۰) مغزِ بادام (۱۱) سیب (۱۲) مشک (۱۳) مروارید (۱۴) عطریات (۱۵) مغزِ حیوانات (۱۶) بیضۂ مرغ۔ ان میں سے بعض دواؤں کو ترکیب دیکر یونانی حکیموں نے معجونیں بھی تیار کی ہیں، جو اُنکے نزدیک مقوی دماغ ہیں۔ اور ذہن اور حافظہ کو ترقی دیتی ہیں۔ ڈاکٹروں نے کسی خاص عضو کے لیے تقویت دینے والی دوائیں معلوم نہیں کیں۔ البتہ اُن کا قول یہ ہے کہ جن دواؤں۔ یا غذاؤں سے تمام اعضا یا کل جسم کو قوت پہنچتی ہے وہی دماغ کے لیے بھی مقوی ہیں۔ اُن کی رائے میں مناسب یہ ہے کہ جب دماغ کو قوت پہنچانی منظور ہو تو عام کمزوری اور ضعفِ جسمانی کا علاج کرنا چاہیے۔ چونکہ یہ رسالہ طب کے کسی مضمون پر نہیں ہے۔ اس لیے مجبوراً ہم اس بحث سے گریز کرتے ہیں اور ذہن اور حافظہ کو ترقی دینے والی دواؤں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا نہیں چاہتے۔ اِسکے لیے ناظرین کو ہماری اُن کتابوں کا منتظر رہنا چاہیے جو فنِ طب پر ہوں ؂

تمّت

ہماری کارخانہ کی بینظیر مصفی اور مقوی دوائیں

روشن دماغ ۔ دماغ کی کمزوری بے خوابی اور بدخوابی دور کرنیوالی حافظہ اور ذہن کو تیز کرنیوالی دوا قیمت فی بکس عـہ

روح شباب ۔ یہ بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے ۔ اس سے زیادہ مقوی باہ اور مصفی خون کوئی دوا نہیں ہے یہ ایام جوانی کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں کا نادر علاج ہے ۔ یہ دل اور دماغ اور جگر کو از سر نو زندہ کرتی ہے ۔ یہ رگ رگ میں طاقت اور چستی کوٹ کوٹ کر بھر دیتی ہے ۔ یہ نامردوں کو مرد اور مردوں کو جوانمرد بنانے میں بینظیر ہے ۔ یہ تمام مقوی دواؤں کا عطر اور لب لباب ہے ۔ یہ آنکھوں میں روشنی ۔ دل میں قوت اور دماغ میں سرور پیدا کرتی ہے یہ سوئی ہوئی قوتوں کو جگانے میں اکسیر ثابت ہوئی ہے ۔ یہ ضعف باہ اور ضعف دماغ کی بے نظیر دوا ہے ۔ یہ معدہ مثانہ اور گردہ کی کمزوری کو صاف اڑا دیتی ہے ۔ یہ طبیعت کو شگفتہ اور دل کو تر و تازہ رکھتی ہے ۔ اسکی ہر خوراک آب حیات کا گھونٹ ہے یہ سچ مچ جوانی کی روح اور شباب کا عطر ہے ۔ اسکی ایک شیشی منگا کر ضرور آزماؤ ۔ یہ اپنی برقی تاثیر کو فوراً ثابت کریگی اور مردہ اعضا اور قوا میں زندگی کی روح پھونک دیگی ۔ قیمت فی شیشی للعـہ

معجون جواہر ۔ جس میں مشک و عنبر ۔ یاقوت و زمرد ۔ کشتہ طلا ۔ ورق طلا ۔ اور تمام مقوی اور قیمتی اور نایاب اجزا شامل ہیں ۔ اسکی ہر خوراک مثل قوت برقی کے بدن میں تاثیر کرتی ہے اور معدہ میں اترتے ہی اعصاب میں حرکت ۔ اعضا میں طاقت ۔ خون کی رفتار میں سرعت اور قوائے جسمانی میں حرارت پیدا کر کے دل و دماغ کو ایک عجیب تازگی اور سرور بخشتی ہے ۔ یہ از کار رفتہ جسمانی اور روحانی قوتوں کو از سر نو جگا کر انکو فوراً کام میں لگا دیتی ہے ۔ اسمیں کوئی چیز زہریلا ۔ یا خطرناک ۔ یا مضر ۔ یا خلاف مذہب ہرگز نہیں ۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہر مزاج اور ہر موسم کے استعمال کے لائق ہے ۔ یہ ایک نہایت نایاب لاجواب نسخہ ہے جو برسوں کے غور و فکر کے بعد عیش پسندوں اور دولتمندوں کے لیے ایجاد کیا گیا ہے ۔ قیمت فی خوراک عـہ ۔ چالیس خوراک للعـہ ۔ بیس خوراک سے کم ہرگز روانہ نہیں ہوگی ۔

تن و توش ۔ دبلوں کو موٹا کرنا ۔ کمزوروں کو مضبوط کرنا ۔ رگ پٹھوں میں چستی اور چالاکی بھر دینا اس دوا کے بائیں ہاتھ کا کام ہے

خون کبوتر ۔ مرکب ہے ۔ جس سے خون کی اصلاح ہوتی ہے چہرے کی رنگت سرخ ہوتی ہے انسان کمزور سے زور آور ہو جاتا ہے قیمت فی تولہ عـہ

عمرشتہ ۔ جو مرد بڑھاپے تک مقوی جوان رہنا چاہتے ہیں ان کو چاہیئے کہ اسکو ہمیشہ استعمال کیا کریں ۔ قیمت فی بکس عـہ ۔

روح بخشندہ مرکب ۔ خاص نسخہ تیار کرایا گیا ہے ۔ آتشک اور اسکے خوفناک نتائج سے بچانا ۔ بگڑے ہوئے بدن کی اصلاح کرنا ۔ خون کو ایسا زہر سے پاک و صاف کر ڈالنا اور ہڈیوں پر نیا گوشت پوست چڑھانا عشبہ کا خاص اثر ہے ۔ مگر یہ اثر ہمارے تیار کردہ نسخہ میں دہ چند ہے ۔ اگر آپ یا آپکا کوئی دوست اس مہلک بیماری یا اسکے ہولناک نتائج میں مبتلا ہو تو اسکی ایک شیشی منگا کر ضرور آزمایئے ۔ یہ روح اپنی عجیب و غریب تاثیر سے بگڑے ہوئے بدن میں نئی روح پھونک دے گی ۔ قیمت فی شیشی عـہ

پتہ ۔ ایس ایم ۔ حمید ۔ منیجر "پنجاب نیشنل ایجنسی" پانی پت ضلع کرنال